عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

جلد ۱۵ شمارہ ۴۲

۳ تا ۹ ذیقعدہ ۱۴۱۷ھ
بمطابق ۱۳ تا ۲۰ مارچ ۱۹۹۷ء

قیمت ۵ روپے

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول: عبدالرحمن باوا

مجلس ادارت

- مولانا عزیز الرحمن جالندھری
- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا نذیر احمد تونسوی
- مولانا منظور احمد حسینی
- مولانا محمد جمیل خان
- مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرکولیشن منیجر: محمد انور

قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و ترتیب: ارشد دوست محمد، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

- اداریہ ۴
- ایک دلچسپ اور فیصلہ کن مناظرہ ۶
- آل انڈیا کشمیر کمیٹی اور قادیانیوں کے اصل عزائم ۱۰
- ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اور نوبل انعام ۱۳
- عدلیہ کی آزادی ۱۶
- دھوبی کی حمد و ستائش ۱۹
- حیات عیسیٰ علیہ السلام ۲۲
- قادیانیت اسلام کے خلاف ناقابل فراموش بغاوت ۲۴
- مرتدین کے خلاف حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اقدام ۲۶

زر تعاون

سالانہ ۲۵۰ روپے، ششماہی ۱۲۵ روپے، سہ ماہی ۷۵ روپے

بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۴۰ امریکی ڈالر

یورپ، افریقہ ۳۰ امریکی ڈالر

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ اور ایشیائی ممالک ۲۰ امریکی ڈالر

چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت الائیڈ بینک پرانی نمائش نمبر ۲۸۷ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون 7780337 فیکس 7780340

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان فون 583486-514122 فیکس 542277

LONDON OFFICE

35 STOCKWELL GREEN

LONDON, SW9 9HZ U.K.

PHONE: 071-737-8199.

ناشر: عبدالرحمن باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۰۳ بزرٹہ لائن کراچی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

جلد ۱۵ شمارہ ۴۲

[illegible]

بمطابق ۲۰ تا ۲۶ مارچ ۱۹۹۷ء

قیمت ۵ روپے

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

- اداریہ ۴
- ایک دلچسپ اور فیصلہ کن مناظرہ ۶
- آل انڈیا کشمیر کمیٹی اور قادیانیوں کے اصل عزائم ۱۰
- ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اور نوبل انعام ۱۳
- عدلیہ کی آزادی ۱۶
- لغاری کی حمد و ستائش ۱۹
- حیات عیسیٰ علیہ السلام ۲۲
- قادیانیت اسلام کے خلاف ناقابل فراموش بغاوت ۲۴
- مرتدین کے خلاف حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اقدام ۲۶

مجلس ادارت

- مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا نذیر احمد تونسوی
- مولانا منظور احمد حسینی
- مولانا محمد جمیل خان
- مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرکولیشن منیجر: محمد انور

قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و سیٹنگ: ارشد دوست محمد، محمد فیصل عرفان

زر تعاون

سالانہ ۲۵۰ روپے — ششماہی ۱۲۵ روپے — سہ ماہی ۷۵ روپے

بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۴۰ امریکی ڈالر

یورپ، افریقہ ۳۰ امریکی ڈالر

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ اور ایشیائی ممالک ۲۰ امریکی ڈالر

چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت حبیب بینک پرانی نمائش نمبر ۷۸-۳۸ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون 7780337 فیکس 7780340

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان فون 514122-583486 فیکس 542277

LONDON OFFICE

35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

پبلشر: عبدالرحمٰن باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۰۳ ابن ریشم لائن کراچی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوة

جلد ۱۵ شمارہ ۴۲

۳ تا ۹ ذیقعدہ ۱۴۱۷ھ

بمطابق ۱۳ تا ۱۹ مارچ ۱۹۹۷ء

قیمت ۵ روپے

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول: عبدالرحمن باوا

مجلس ادارت

○ مولانا عزیز الرحمن جالندھری

○ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ○ مولانا نذیر احمد تونسوی

○ مولانا منظور احمد حسینی ○ مولانا محمد جمیل خان

○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرکولیشن منیجر: محمد انور

قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و ستزئین: ارشد دوست محمد، محمد افضل عرفان

اس شمارے میں

- اداریہ ۴
- ایک دلچسپ اور فیصلہ کن مناظرہ ۶
- آل انڈیا کشمیر کمیٹی اور قادیانیوں کے اصل عزائم ۱۰
- ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اور نوبل انعام ۱۳
- عدلیہ کی آزادی ۱۶
- قادری کی حمد و ستائش ۱۹
- حیات عیسیٰ علیہ السلام ۲۲
- قادیانیت اسلام کے خلاف ناقابل فراموش بغاوت ۲۴
- مرتدین کے خلاف حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اقدام ۲۶

زرِ تعاون

سالانہ ۲۵۰ روپے شش ماہی ۱۲۵ روپے سہ ماہی ۶۵ روپے

بیرون ملک

امریکہ کینیڈا آسٹریلیا ۱۰۰ امریکی ڈالر

یورپ افریقہ ۷۰ امریکی ڈالر

سعودی عرب متحدہ عرب امارات بھارت مشرق وسطیٰ اور ایشیائی ممالک ۴۰ امریکی ڈالر

چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش نمبر ۱۰۔۴۸ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون 7780337 فیکس 7780340

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان فون 583486-514122 فیکس 542277

LONDON OFFICE

35 STOCKWELL GREEN

LONDON SW9 9HZ U.K.

PHONE: 071-737-8199.

پبلشر: عبدالرحمن باوا طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: ۱۰۳ ابن رشد لائن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کی رحلت

عاشق رسول' مرشدی سیدی حضرت اقدس محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوری نوراللہ مرقدہ کی محبوب شخصیت' شیخ زاہد کوثری رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ خاص' ہم سب کے مخدوم و محسن' امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حجاز مقدس میں سب سے بڑے مئوید' علم و عمل' اخلاص و تقوی' تواضع وانکساری کے پیکر' مئولف کبیر' مئوید دین' اسلاف کے علوم کے وارث وامین مخدوم العلما قدوۃ الاتقیا حضرت اقدس شیخ عبدالفتاح ابوغدہ بروز اتوار سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض میں اپنی زندگی کا علمی سفر مکمل فرماکر اس دار فنا سے دارالبقا کی طرف تشریف لے گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

حضرت کی وفات کی خبر سنتے ہی دینی حلقوں میں صف ماتم بچھ گئی۔ علما یتیم ہوگئے' دینی مدارس ان کے فیض علمی سے محروم ہوگئے۔ قبلہ حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے جب یہ خبر سنائی تو ان کی زبان سے الفاظ نکلنا مشکل ہوگئے۔ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب پر کچھ دیر کے لئے سکتہ چھا گیا۔ کافی دیر تک سر جھکائے تشریف فرما رہے اور ٹھنڈی آہ کے ساتھ "اناللہ وانا الیہ راجعون" فرمایا۔

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کی تاریخ نگاہوں میں گھوم رہی ہے۔ آپ ایک شخص' ایک فرد' ایک ذات کا نام نہیں تھے۔ حضرت شیخ ایک تحریک تھے' ایک مشن تھے' ایک علمی خزانہ تھے' ایک تاریخ تھے' ایک انجمن تھے۔ چلتی پھرتی لائبریری کا آج کے دور میں مصداق میرے شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب شیخ عبدالفتاح ابوغدہ تھے جن کو آج رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہوئے قلم لرز رہا ہے اور دل بے یقینی کا شکار ہے۔

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ علم و عمل' حسن ولباس' صورت و سیرت' تقوی و تواضع کے اعتبار سے بے مثال تھے۔ آپ کی صورت جو دیکھ لیتا گرویدہ ہو جاتا' سرخ و سفید خوبصورت نورانی چہرہ دیکھتے ہی فریفتہ ہو جاتا۔ حضرت اقدس مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ کے بعد اگر کسی کا خوبصورت اور نورانی چہرہ دیکھا تو وہ شیخ عبدالفتاح تھے۔ بارہا ساتھیوں سے سنا کہ آپ کے چہرے میں حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی جھلک ہے۔ حرمین شریفین میں جب شیخ عبدالفتاح علما کے جھرمٹ میں تشریف لاتے تو دور سے ممتاز نظر آتے گویا سید العلما تشریف لا رہے ہیں۔ دل چاہتا تھا کہ آپ کی صورت دیکھتا رہوں۔ شام کی خوبصورتی آپ کو کامل طور پر عطا کی گئی تھی اس پر کنواری لڑکی والی حیا نے خوبصورتی کو چار چاند لگا دیئے تھے۔ میں نے زندگی میں کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جس نے آپ سے ملاقات کی ہو اور آپ کا عاشق نہ ہو گیا ہو۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عبدالفتاح جب تشریف فرما ہوتے تو ایک عجیب پر رونق محفل ہوتی۔ آج شیخ عبدالفتاح کے تشریف لے جانے سے وہ یادگاریں بھی رخصت ہوگئیں۔

حضرت شیخ عبدالفتاح ابوغدہ شام کے سرسبز و شاداب اور قدرتی حسن سے مالامال علاقے "حمص" میں پیدا ہوئے۔ نوجوانی میں ہی شیخ وقت عالم کبیر شیخ علامہ زاہد الکوثری جیسی نابغہ روزگار شخصیت کی نگاہ التفات آپ پر پڑی تو استاد و شاگرد ایک دوسرے پر فریفتہ ہوگئے۔ استاد نے اپنا علمی ورثہ سخاوت سے عطا فرمایا تو شاگرد نے بھی کسب فیض میں بخل یا غفلت و بے پروائی سے کام نہیں لیا۔ استاد کو عظیم شاگرد ملا جس نے علوم کوثری سے دنیا کو روشناس کرایا۔ شام ایک زمانہ میں علوم دین کا مرکز تھا۔ جب حافظ الاسد جیسا بے دین اور اسلام اور علما دشمن شخص منصب اقتدار پر آیا تو اس نے اپنے ظلم و ستم کا رخ علما کرام کی طرف پھیر دیا۔ علما کی زندگی اجیرن ہوگئی' کتنے علما کرام تختہ دار پر دیئے گئے' کتنے علما کرام ملک بدر ہوگئے' علامہ شیخ کوثری اور شیخ عبدالفتاح عزیمت سے اشاعت دین میں مصروف رہے لیکن نہ بچے۔ آخر کار ملک سے ہجرت اختیار کرنا پڑی' علمی ذخیرہ کتب خانہ تباہ ہوگیا۔ بچے کچے سودات کے ساتھ زندگی کا سفر سعودی عرب کی سرزمین سے شروع کیا تو اپنے آپ کو علوم علامہ کوثری اور علوم حنفیت کے لئے وقف کردیا۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ سعودی عرب کے علما کرام جو نجدیت اور سلفیت کی وجہ سے ائمہ کرام سوائے امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بدظن اور باغی تھے شیخ عبدالفتاح کی محنت کی بدولت علوم امام ابوحنیفہ اور علما حنفیہ کے علوم سے واقف ہوئے اور تعصب کی لہر ختم ہوئی۔ حضرت شیخ عبدالفتاح کی کوششوں سے آج سعودی عرب کی جامعات میں امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں پر طلبا ڈاکٹریٹ اور تخصص کر رہے ہیں۔ تالیف کے میدان میں آپ کی گراں قدر کتب علما کرام کے لئے مشعل راہ ہیں۔

حضرت شیخ عبدالفتاح ابو غدہ کی رحلت علماکرام اور دینی حلقوں کے لئے ایک عظیم صدمہ ہے۔ رب کائنات کا معاملہ اپنے بندوں کے ساتھ خوب ہے' ریاض میں وفات ہوئی' مسجد نبوی شریف میں جنازہ کی سعادت اور بقیع کے قبرستان میں صحابہ کرامؓ کے جوار میں جگہ عطا ہوئی گویا بقیع کی خاک سے اٹھنے والی ایک شخصیت اپنے مرکز کی طرف رجوع کرکے مرکوز ہوئی۔ یہ بقیع کی خاک کا کرشمہ تھا کہ عبدالفتاح شیخ عبدالفتاح ابو غدہ کے نام سے پوری دنیا میں متعارف ہوئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں امیر مرکزیہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب زید مجدہم' حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی زید مجدہم' حضرت مولانا عزیز الرحمان جالندھری' حضرت مولانا اللہ وسایا' حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی' حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر' مولانا سید محمد بنوری اور دیگر علماکرام حضرت اقدس شیخ عبدالفتاح ابو غدہ نور اللہ مرقدہ کی وفات پر رنجیدہ اور غمزدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ کو درجات عالیہ نصیب فرمائے اور ان کے پسماندگان اور تمام علماکرام کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

حکمرانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی پہلی تنبیہہ........ زلزلے کی تباہی

گزشتہ دنوں بلوچستان کے ایک حصہ میں زلزلوں کی وجہ سے زبردست تباہی ہوئی جس سے پچاس افراد جاں بحق اور سینکڑوں شدید زخمی ہوئے جبکہ مکانات اور گاؤں کے گاؤں مکمل طور پر تباہ ہوگئے۔ ایک پہاڑ دو ٹکڑے ہوگیا۔ ماہرین ارضیات کے مطابق اگر یہ پہاڑ دو ٹکڑے نہ ہوتا تو مزید تباہی مچتی۔ رات دو بجے آنے والی آفات سماویہ کی وجہ سے لوگ گھروں سے باہر نکل آئے۔ اتنا شدید زلزلہ تھا کہ لوگ کئی دن گزرنے کے باوجود خوفزدہ ہیں۔ ایک اطلاع کے مطابق جمعہ کے دن ایران کے ایک حصے میں بھی شدید زلزلہ آیا جس کی وجہ سے پانچ سو افراد ہلاک ہوگئے۔

نئی حکومت کو ابھی اقتدار پر آئے ہوئے چند دن نہیں ہوئے کہ ملک کے ایک حصے میں اتنے زبردست زلزلے سے تباہی مچ گئی۔ عام طور پر تو یہ تاثر ہے کہ زلزلہ کسی موسمی کیفیت کی وجہ سے کسی سرزمین کو اپنا نشانہ بنالیتا ہے لیکن بحیثیت مسلمان ہمارے کچھ عقائد ہیں' قرآن مجید میں اس قسم کی تباہی کو برے اعمال کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

بحر اور بر میں جو فسادات رونما ہوتے ہیں وہ لوگوں کے اعمال کی وجہ سے ہوتے ہیں

احادیث نبویہ ﷺ میں زنا اور دیگر بعض برے اعمال کے اثرات کے طور پر طاعون' ہلاکت' قحط اور زلزلے وغیرہ آنے کا بتایا گیا ہے۔ اس نقطہ نگاہ سے اگر ہم غور کریں تو پاکستان کے موجودہ حالات میں جس طرح ہم اجتماعی طور پر برائی کی طرف چلے جارہے ہیں اور جس طرح وعدوں کے باوجود ہم نے اسلام سے روگردانی کی ہوئی ہے اس کی بناپر تو حق یہ تھا کہ ہم کو صفحہ ہستی سے مٹادیا جاتا۔ ہم گزشتہ اقوام کے حالات کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس سے کم نافرمانی سے اس سے بڑے بڑے عذاب میں ان کو مبتلا کیا گیا۔ لیکن ہم ہیں کہ اس کے باوجود عبرت حاصل نہیں کرتے۔ محبوب رب العالمین ﷺ کی اگر امت نہ ہوتے اور آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کے ذریعے یہ منظور نہ کرالیا ہوتا کہ میری امت کو اجتماعی ہلاکت کے عذاب میں مبتلا نہیں کیا جائے گا تو آج ہمارا نام و نشان تک مٹ چکا ہوتا۔ ہمارے محترم نواز شریف صاحب خلافت راشدہ کے مطابق اقتدار پر تشریف لائے ان کی پہلی تقریر میں لوگوں کو توقع تھی کہ بہت اچھے اقدامات اور نفاذ شریعت کے سلسلے میں قوانین کا اعلان کریں گے لیکن توقعات کے برخلاف انہوں نے ملکی معیشت کو سدھارنے کے لئے تو بہت سے اقدامات کئے لیکن نفاذ اسلام کے حوالے سے ایک اعلان بھی ان کی زبان مبارک سے جاری نہیں ہوا۔ صرف ایک بات انہوں نے فرمائی کہ اسکولوں میں قرآن مجید کی ناظرہ تعلیم اور تفسیر قرآن لازمی ہوگا ملک کی معیشت کو بہتر کرنا' اراکین اسمبلی کی عیاشیوں کو ختم کرنا اور کرپشن سے بچانے کی کوشش کرنا بہت اچھا عمل' لیکن اللہ تعالیٰ سے کئے گئے وعدے کو پورا کرنا بھی ضروری ہے۔ پچاس سال میں ہم اللہ تعالیٰ سے جھوٹے وعدے کررہے ہیں۔ نفاذ اسلام تو دور کی بات ہے۔ جناب نواز شریف نے اسلام کے حوالے اور قرآن کی آیت کی غلط تشریح کرکے جمعہ کی چھٹی ختم کردی اور اتوار کی تعطیل کا اعلان کردیا۔ کاش ان کو معلوم ہوتا کہ اتوار کی تعطیل عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے جبکہ مسلمانوں کا مذہبی شعار جمعہ کا تقدس ہے۔ ہم گزشتہ سطور میں بھی لکھ چکے ہیں کہ اگر چھٹی نہ ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن جمعہ کی چھٹی ختم کرکے اتوار کی تعطیل کرنا عیسائیوں کی مشابہت ہے۔ دوسری طرف محترم نواز شریف نے ملکی معیشت کی بحالی کے لئے جن تین اسکیموں کا اعلان کیا ہے اس میں سے تیسری اسکیم خالص سودی نظام کی خطرناک دعوت ہے۔ اس وقت پوری قوم اس سودی اسکیم میں شمولیت اور اس کی

باقی صفحہ ۱۵ پر

ایک دلچسپ اور فیصلہ کن مناظرہ

مولانا عبداللطیف مسعود ڈسکہ

بندہ خادم بفضلہ تعالیٰ چونکہ مطالعہ قادیانیت میں خصوصی شغف رکھتا ہے اس کے نتیجہ میں کسی قادیانی مربی کے ساتھ مباحثہ کے لئے بھی بے چین اور بے تاب رہتا ہے چنانچہ اسی سلسلہ میں آج سے دو ماہ پہلے کھاریاں ضلع گجرات میں ایک شکار مل ہی گیا۔ جس کی صورت یوں بنی کہ

میرے ایک دوست مرزا ندیم بیگ صاحب جو کہ تنظیم اسلامی سے وابستہ ہیں اور میرے دونوں خصوصی موضوعات عیسائیت اور قادیانیت سے بھی دلچسپی رکھتے ہیں ان کی وساطت سے کھاریاں یونٹ کے سربراہ محترم ظفر صاحب کے ایک دوست لیاقت علی صاحب جو اسکول ٹیچر ہیں ان کے ایک قادیانی ٹیچر سے مراسم تھے دونوں ٹیچر حضرات کے درمیان گہرے روابط تھے مگر قادیانیت ایک رکاوٹ تھی جس کے دور کرنے کے لئے مسلمان دوست نہایت کوشاں رہتے تھے چنانچہ قادیانی ٹیچر سے مطالبہ کیا کہ چلو دونوں نظریات کے متعلق کوئی مثبت' جاندار مباحثہ کرالیتے ہیں لیکن آپ کسی پڑھے لکھے مسلمان مبلغ کا انتظام کریں روایتی اور عام کسی عالم یا خطیب سے بات نہیں بنے گی اب ماسٹر لیاقت علی صاحب جو کہ ایک حساس مسلمان تھے انہوں نے ظفر صاحب سے رابطہ کیا تو تنظیم کے ساتھیوں کے ذریعے میرے ساتھ رابطہ ہوگیا۔ تاریخ اور ٹائم طے ہوگیا۔ چنانچہ وقت مقررہ پر گوجرانوالہ کے تنظیم اسلامی کے ساتھی شاہد اسلم صاحب تنظیم کی گاڑی لے کر دس بجے ڈسکہ آپہنچے جہاں مرزا ندیم بیگ صاحب' بندہ خادم اور شاہد اسلم صاحب تینوں خادم ختم نبوت کھاریاں کو رواں دواں ہوگئے اور ایک سوا ایک بجے ظفر صاحب کے ہاں جا پہنچے وہاں پہلے ہی دونوں ٹیچر حضرات (مسلمان اور قادیانی) موجود تھے چنانچہ ہم نے ظفر صاحب کی دکان پر مختصر سا پڑاؤ کیا چائے وغیرہ کا دور چلا۔ پھر ظہر کی نماز سے قبل انہوں نے ہوٹل میں کھانا بھی کھلایا پھر نماز ظہر باجماعت ادا کی نماز کے بعد ہم تمام ساتھی مقام مباحثہ اور گفتگو کی طرف رواں ہوئے جو کہ چھاؤنی کے دوسری طرف مسلمان دوست ماسٹر لیاقت صاحب کا گھر تھا چنانچہ ہم تینوں موٹر سائیکل پر سوار ہوگئے اور راستہ میں قادیانی مربی عبدالواسع شاہد کو بھی ساتھ لے لیا وہ بھی ہمارے ساتھ نہ بیٹھے کیونکہ دوستوں کے بقول کہ مربیوں کو موٹر سائیکل پر بیٹھنے کی اجازت نہیں (خدا جانے یہ کہاں تک صحیح ہے) بہرحال چند منٹ بعد ہم منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ جو کہ بالکل الگ تھلگ اور خوشگوار ماحول و فضاء میں واقع تھی وہاں بیٹھتے ہی مربی صاحب نے میری کتب (جو مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب تھیں اور میں بغرض حوالہ جات ساتھ لے گیا تھا۔) چیک کرنا شروع کردیا جب وہ ایک ایک کتاب کی چیکنگ سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا کہ مربی صاحب! کیا یہ کتابیں واقعی مرزا غلام احمد صاحب کی ہیں؟ اور تمہاری ہی شائع کردہ ہیں وہ بولے جی ہاں یہ بات ٹھیک ہے کہ یہ تمام کتب اصل ہیں۔ پھر انہوں نے تردید قادیانیت کے متعلقہ لٹریچر کو بھی چیک کیا یاد رہے کہ قادیانی مربیوں نے یہ شوشہ چھوڑا ہوا ہے کہ مرزا صاحب کی کتابوں میں گڑبڑ کرکے خود ختم نبوت والوں نے شائع کی ہوئی ہیں اور یہ لوگ ان جعلی کتابوں سے حوالے دیتے ہیں جو کہ غلط ہوتے ہیں تو اس ڈھکوسلے کی لاج رکھنے کے لئے قادیانی مبلغ پہلے مسلمان مبلغین کی عام لوگوں کے سامنے کتابیں چیک کرتے ہیں تاکہ اپنے عوام کو کچھ جعلی تاثر دیا جائے کہ اگر کوئی کتاب پرانی چھپی ہوئی ہو۔ یا وہ قادیانی کتب سے ماخوذ کسی مسلمان عالم کی لکھی ہوئی ہو تو فوراً" شور مچاکر کہ یہ کتب صحیح نہیں۔ ہماری نہیں' مباحثہ کو ختم کرنے کی کوشش کرلیتے ہیں۔ الغرض جب کتابوں کی تصدیق ہوچکی۔ تو اب گفتگو کا مرحلہ آیا میں نے کہا کہ مربی صاحب آپ بات شروع کریں وہ بولنے کہ نہیں پہلے آپ ہی بات کریں اس پر بندہ خادم نے تمام دوستوں کے سامنے بمع قادیانی ٹیچر۔ مربی صاحب سے پوچھا کہ بتلایئے کہ جناب مرزا کا اصلی دعویٰ کیا تھا؟۔ آیا وہ مجدد تھے؟' مہدی تھے؟' نبی تھے؟' مسیح موعود تھے؟' کرشن تھے؟' کیا تھے؟۔ کیونکہ مذہب کی تاریخ میں نبیؑ اور رسولؐ ہمیشہ سنگل دعویٰ ہی کرتا رہا کہ **انی رسول من رب العالمین**○۔ آج تک کسی نے بھی ڈبل یا مرکب دعویٰ نہیں کیا کہ میں یہ بھی ہوں اور وہ بھی ہوں۔ بڑے سے بڑے رسولؐ نے صرف اکہرا اور سنگل دعویٰ ہی کیا ہے۔

(سوال نمبر1) مرکب دعویٰ کسی نے نہیں کیا۔ لہٰذا آپ پہلے مرزا صاحب کا ایک واضح متعین منصب واضح کریں کہ وہ کیا تھے؟ اس سادہ سے سوال پر مربی صاحب کافی دیر خاموش رہے آخر چند منٹ بعد بڑے مایوس کن انداز میں بولے کہ

دراصل مرزا صاحب کا اپنا کوئی دعویٰ نہ تھا بلکہ احادیث میں مذکور پیشگوئی کے مصداق تھے کہ آخر زمانہ میں امام مہدی آئیں گے یہ کہہ کر وہ خاموش ہوگئے۔

تو میں نے اس پوائنٹ کو قریبا" ترک کرکے (سوال نمبر۲) دوسرا سوال یہ کیا کہ آپ لوگ ہر موقعہ پر حیات و وفات مسیح کی بحث پر ہی زور دیتے ہیں تو آپ کے ہاں اس عقیدہ کی پوزیشن کیا ہے؟ آیا یہ ایک ضمنی اور فروعی عقیدہ ہے یا مرکزی اور بنیادی عقیدہ ہے؟ وہ فورا" بولے نہیں جی۔ یہ عقیدہ وفات مسیح تو ہمارا بنیادی عقیدہ ہے میں نے کہا کہ آپ اس عقیدہ کو اصولی اور بنیادی کہہ رہے ہیں جبکہ تمہارے پیشوا مرزا صاحب اس عقیدہ کو ایک ضمنی اور غیر ضروری بات قرار دیتے ہیں دیکھئے آپ کی کتاب ازالہ اوہام۔ (صفحہ نمبر۲ کیونکہ خود مرزا نے واضح طور پر کئی دعوے کئے ہیں کہ میں مجدد ہوں' محدث ہوں' مہدی الزمان ہوں حتیٰ کہ یہ بھی کہہ دیا کہ سچا خدا وہ ہے جس نے قادیاں میں اپنا رسول بھیجا۔ پھر قادیانی بیعت فارم میں صاف لکھا ہوا ہے کہ میں مرزا صاحب کو ان کے تمام دعوؤں میں سچا سمجھتا ہوں۔)

(صفحہ نمبر۱) اسی طرح نبوت کے بعد کے منصب بھی سنگل ہی ہوتے ہیں مثلاً" جو صحابی رضی اللہ عنہ ہے وہ تابعی نہیں اور جو تابعی ہے وہ صحابی نہیں۔ پھر جو تابعی ہے وہ تبع تابعی نہیں اسی طرح اس کے برعکس ایسے ہی دنیوی منصب ہوتے ہیں۔ مثلاً" جو صدر ہے وہ وزیر اعظم نہیں اور جو وزیر اعظم ہے وہ صدر نہیں۔ جو گورنر ہے وہ ڈپٹی کمشنر نہیں اور جو ڈپٹی کمشنر ہے وہ گورنر نہیں ایسے ہی کوئی ایسا فرد نہیں مل سکتا جو ایک وقت وزیر اعظم بھی ہے۔ ڈپٹی کمشنر اور تحصیل دار بھی ہو۔ اور تھانیدار بھی ہو۔

(صفحہ نمبر۱۴۰) ذرا پڑھئے یہ لکھا ہے : اول

تو یہ جاننا چاہئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزو ہو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔

دیکھئے اس سے تو معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا بلکہ ایک عام سی بات ہے اور آپ اس کو بنیادی بات کہہ رہے ہیں۔ آپ اپنے پیشوا کے خلاف بات کیوں کررہے ہیں؟ اس پر مربی عبدالواسع صاحب فورا" بولے کہ جی آگے بھی پڑھئے۔ بات واضح ہوجائے گی میں نے کہا کہ چلو آگے بھی پڑھ لو تو انہوں نے اسی کتاب کا صفحہ ۱۴۲ نکال کر پڑھنا شروع کردیا وہاں لکھا ہے کہ

"ماسواء اس کے ہم کئی دفعہ بیان کر آئے ہیں کہ اس پیشگوئی (نزول و حیات مسیح) پر اجماع امت بھی نہیں قرآن شریف قطعی طور پر اپنی آیات بینات میں مسیح کے فوت ہوجانے کا قائل اور ہمیشہ کے لئے اس کو رخصت کرتا ہے"۔

بخاری صاحب اپنی صحیح میں صرف **امامکم منکم** کہہ کر چپ ہوگئے ہیں یعنی صحیح بخاری میں صرف یہی مسیح کی تعریف لکھی ہے کہ وہ ایک شخص تم میں سے ہوگا اور تمہارا امام ہوگا۔ ہاں دمشق میں عندالمنارہ اترنے کی حدیث مسلم میں موجود ہے مگر اس سے اجماع امت ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ بھی ثابت ہونا مشکل ہے کہ مسلم کا درحقیقت یہی مذہب تھا۔ کہ دمشق کے لفظ سے مسیح یہی دمشق مراد ہے اور اگر ایسا فرض بھی کرلیں تو فقط ایک شخص کی رائے ثابت ہوئی۔)

(ازالہ اوہام ص ۱۴۲ از مرزا صاحب)

جب وہ یہ عبارت سنا چکے تو میں نے عرض کیا کہ مربی صاحب! کام تو مزید خراب ہوگیا دیکھئے مرزا صاحب نے اس عبارت میں موٹے موٹے تین جھوٹ بولے ہیں گویا یہ تمام عبارت غلط اور آپ کے لئے غیر مفید بلکہ نقصان دہ ہے۔ اور پھر ہمیں بڑا افسوس اور دکھ بھی یہی ہے کہ مرزا صاحب ہر جگہ جھوٹ ہی بولتے ہیں ایک ایک مسئلہ اور نظریہ میں ان کے کئی کئی متضاد اور الٹے سیدھے قول ہوتے ہیں۔

غور فرمایئے (۱) کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ اس پیشگوئی پر اجماع امت ثابت نہیں حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ہماری تفاسیر اور کتب شرح تو نقل اجماع سے بھری پڑی ہیں خود مرزا صاحب نے بھی ہماری تائید میں صاف لکھ دیا ہے ذرا نکالئے (ص ۵۵۷) مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ

"یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح بن مریمؑ کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے انجیل بھی اس کی مصدق ہے اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا۔" دیکھئے اسی کتاب میں مرزا صاحب باحوالہ لکھ رہے ہیں کہ "یہ پیشگوئی کہ مسیح زندہ آسمان پر موجود اور آخر زمانہ میں آئیں گے یہ نہایت صحیح' متواتر اور اتفاقی بات ہے اور آپ ان کی کتاب سے عدم اجماع کا حوالہ سنا رہے ہیں فرمایئے کونسی بات درست ہے؟ دوسری بات۔ کہ مرزا صاحب نے یہ بھی غلط لکھا ہے۔ کہ امام بخاری صرف **امامکم منکم** کہہ کر چپ ہوگئے انہوں نے مزید کوئی وضاحت نہیں کی اور نہ ہی مسیح کے متعلق دیگر صفات اور حالات کو کوائف کا ذکر کیا ہے۔ بلکہ آپ اسی وقت بالفعل بخاری شریف ملاحظہ کرسکتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اول تو نزول مسیح کا باب قائم فرمایا ہے دیکھئے ص ۴۹۰ پھر مفصل

حدیث نقل کی ہے کہ **ولذی نفسی بیدہ بیوم شکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا"** الخ (یعنی اس ذات برحق کی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت میں محمد مصطفیٰ ﷺ کی جان ہے کہ عنقریب (قرب قیامت) ضرور بہ ضرور تم میں مریم صدیقہ کے فرزند دلبند اتریں گے۔ وہ عادل حکمران ہوں گے۔ صلیب کو بجائے پرستش اور تعظیم کرانے کے توڑیں گے تاکہ خدا کی توحید قائم ہو۔ خنزیر کو بجائے پالنے اور اور کھانے' بیچنے کے (بلدیہ کے آوارہ کتوں کو مارنے کی طرح) اسے مروا دیں گے۔ اپنی حکومت میں بجائے ٹیکسوں کی بھر مار کے صحیح اسلامی نظام زکوۃ وغیرہ قائم کرکے مستحقین کو خوب نوازیں گے حتیٰ کہ لوگوں کے نزدیک ایک سجدہ تمام دنیا کے خزانوں سے گرانقدر اور مرغوب ہوگا۔) وغیرہ مذکوربالا احادیث

"فرمایئے کہ امام بخاری نے تو حضرت مسیحؑ کے تمام کوائف کو بتصریح بیان فرمادیا ہے اور مرزا صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ صرف **امامکم منکم** کہہ کر چپ ہوگئے۔ مربی صاحب دیکھئے یہ کتنی عظیم اور سنگین غلط بیانی ہے۔ خدا تعالیٰ شاہد ہے قادیانیت کی بنیاد اسی پر ہے اچھا تیسری بات سماعت فرمایئے کہ

مرزا صاحب نے لکھا کہ مسلم کی عندالمنارہ والی حدیث آئی ہے مگر یہ وضاحت نہیں کہ اس میں حقیقی منارہ مراد ہے کہ کچھ اور۔ زیادہ سے زیادہ یہ تو امام مسلم کی اپنی رائے ہے اس سے اجماع امت کیسے ثابت ہوگا۔ میں نے کہا۔ کہ مربی صاحب اور حاضرین مجلس غور سے سنو کہ

مرزا صاحب حدیث رسول ﷺ کو امام مسلم کی رائے کہہ رہے ہیں جبکہ اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۸۱ پر بھی اس کو صحیح حدیث تسلیم کرچکے ہیں۔ کیا یہ سچ ہے۔ صحیح بات ہے؟ تو سب نے بیک آواز کہا۔ کہ توبہ توبہ فرمان رسول ﷺ کو ایک شخص کی رائے کہنا تو زبردست توہین رسول ﷺ ہے۔ یہ تو سراسر جھوٹ اور غلط بیانی ہے پھر میں نے کہا کہ مربی صاحب اور آگے پڑھو انشاء اللہ آپ کو مزید نقصان ہی ہوگا۔ فائدہ نہیں ہوسکتا۔ دل کھول کر پڑھو۔ میں نے تمام قادیانی کتب کی ورق گردانی کی ہے۔ بغور پڑھا ہے اس لئے علی وجہ البصیرہ کہتا ہوں کہ جتنا پڑھو گے بات بگڑتی چلی جائے گی۔ کیونکہ قادیانیت کی بنیاد ہی جھوٹ پر ہے اس پر حاضرین مجلس تو نہایت مسرور اور محظوظ ہوئے مگر مربی صاحب پر مردنی چھاگئی۔ اوس پڑگئی۔ اوسان خطا ہوگئے۔ چنانچہ چند منٹ بالکل صامت و ساکت ہوگئے۔ پھر یوں کہنے لگے کہ:۔

دراصل ہمارا تمہارا کوئی بڑا اختلاف نہیں صرف امام مہدی کا اختلاف ہے یہ بات انہوں نے صرف خانہ پری کے لئے بے ساختہ کہہ دی۔ ہوش و حواس سے عاری ہوکر محض بے خودی میں کہہ دی۔ ورنہ ان سے کوئی معقول بات بن نہ سکی۔ اور نہ ہی بن سکتی تھی اس پر میں نے پھر قلعہ باطل پر ایک اور ضرب کاری لگادی کہ

نہیں صاحب ہمارا تمہارا اختلاف اور جھگڑا معمولی نہیں بلکہ ہم تو صرف اس ایک بات سے ہی تم سے جدا اور بیزار ہیں۔ میں نے مرزا صاحب کی کتاب (کشتی نوح ص ۶۵ حوالہ ص ۹۳ کا حاشیہ) آگے پیش کرکے کہی عبارت کتاب یہ تھی کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ

"یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شائد کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے مگر اے مسلمانو تمہارے نبی علیہ السلام تو ہر ایک نشہ سے پاک اور معصوم تھے۔"

میں نے کہا کہ حاضرین مجلس ذرا توجہ سے سنئے کہ اگر کوئی آدمی دوسرے کو شرابی کہہ دے اگرچہ وہ کتنا ہی منفی کردار کا مالک ہو حتیٰ کہ شراب خور بھی ہو مگر وہ یہ طعنہ نہیں سن سکتا۔ یہ تو منفی کردار والے کی بات ہے لیکن اگر یہی طعن اور الزام کسی مسلمان اور نمازی کو دیا جائے تو پھر ردعمل کیسا ہوگا؟۔ کسی ولی اور امام کو کہہ دیا جائے تو یہ پھر بات کتنی سنگین ہوجائے گی۔ لیکن اس کے بعد اگر کوئی بدباطن ایک نبی معظم اور اولوالعزم رسولؑ کے مطابق یہ الزام لگادے کہ وہ معاذ اللہ شرابی تھے تو کیا وہ مسلمان رہ سکتا ہے؟۔ سب نے با آواز بلند کہا کہ ہرگز نہیں۔ وہ آدمی نہایت خبیث اور مردود ہے جو کسی پاک نبیؑ پر یہ الزام لگادے۔ اس پر مرزائی مربی کچھ سکوت کے بعد اپنی روایتی فطرت کے مطابق (کہ مرزائی آن باشد کہ چپ نہ شود) بولا کہ آگے پیچھے بھی پڑھو۔ میں نے کہا کہ لو آپ خود ہی پڑھ لیں۔ اس پر وہی مذکورہ صفحہ پڑھنے لگا۔

مرزا صاحب اس صفحہ پر اصلاح اخلاق کی تلقین کرتے ہوئے دیگر اعمال بد کو ترک کرنے کے علاوہ ہر قسم کے نشے پر پرہیز کرنے کے بزور اپیل کی ہے کہ ہر قسم کا نشہ دماغ کو خراب کردیتا ہے تباہ کردیتا ہے۔ لہٰذا اسے ترک کردو گویا شراب' چرس وغیرہ تمام نشوں کی قباحت اور مذمت کا ہی تذکرہ تھا دیگر کوئی بات نہ تھی میں نے کہا کہ دیکھو مزید پڑھنے سے حسب سابق آپ کی مزید سبکی اور رسوائی ہی ہوئی ہے کہ یہ نشہ تو انتہائی بری چیز ہے۔ حتیٰ کہ نبی معظم ﷺ نے شرابی کو لعنتی بھی فرمایا کہ شراب پینے والا' پلانے والا' نکالنے والا' رکھنے والا' پہنچانے والا' کل دس آدمیوں کو ملعون قرار دیا ہے تو اگر کوئی اتنی بڑی خباثت کا الزام خدا کے پاک پیغمبرؑ کو لگائے کیا اس کے ایمان کو تباہ نہیں کردیتا؟ سب نے کہا کہ ہاں ایسی ہی بات ہے تو مرزا صاحب نے نہایت بری بات اور تباہ کن بات لکھی ہے غرضیکہ کافی باتیں ہوئیں اب مربی صاحب بالکل ہی خاموش ہوگئے کوئی بات مرزا صاحب کی تائید' صفائی اور وکالت

میں نہ کر سکے میں نے کہا کہ جناب ہماری تم سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں اور نہ ہی مرزا صاحب سے کوئی زمین یا جائیداد کا حصہ لینا ہے ہم تو محض تمہاری خیر خواہی اور ایمان کے تحفظ کے لئے کتابوں کا گٹھا اٹھائے قریہ قریہ' شہر شہر بلا معاوضہ کے پھر رہے ہیں کہ مخلوق خدا کا کچھ بھلا ہو جائے کیونکہ دین تو صرف خیر خواہی کا نام ہے **(الدین النصیحة)** اس کی تعبیر میں ہم دیوانے سر کھپاتے پھر رہے ہیں ہمیں تو کوئی کھانا بھی نہ کھلائے پانی بھی نہ پوچھے مگر کوئی بات سمجھ لے تو ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہتی کہ الحمدللہ ہمارا سفر کامیاب ہو گیا ہماری محنت و مشقت نتیجہ خیز ہو گئی جس کی مرضی ہو جب چاہے وہ ہمارا امتحان لے سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اور بھی خیر خواہی کی باتیں ہوئیں۔ اس تمام وقت میں کوئی شور شرابہ نہ ہوا۔ چیلنج بازی اور دھونس بازی نہیں ہوئی۔ کوئی کردار کشی نہیں ہوئی بڑے خلوص اور خیر خواہی اور دیانتداری سے مجلس مقصود ہوئی اور برخاست ہوئی آخر میں بندہ نے مربی عبدالواسع کو نہایت انکساری اور ہمدردی سے عرض کیا کہ ہمیں اللہ کی قسم! محض تمہاری خیر خواہی مقصود ہے' کوئی ناموری' انعام اور ایوارڈ مقصود نہیں لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ آپ اپنے مشن پر تنہائی میں غور و فکر کریں۔ مزید جو اشکال ہوں' مسائل ہوں' شبہات ہوں' پیش کریں انشاء اللہ بندہ خادم نہایت وضاحت اور دیانت سے ان کا حل پیش کرے گا۔ تنہائی میں میرے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ دوسرا کوئی نہ ہوگا صرف ہم دونوں اور مرزا صاحب کی کتابیں ہوں گی۔ اور بس' جو حقیقت سامنے آئے گی اس کو مان لینا۔ مجھے تو آپ کی قبر اور عاقبت کی فکر ہے۔ اور کوئی غرض نہیں عبدالواسع نہایت توجہ اور خاموشی سے میری معروضات سنتا رہا۔ مگر ہوں ہوں کے سوا کوئی بات نہیں کی۔ پھر میں نے مربی صاحب کو لٹریچر بھی مہیا کیا بلکہ عیسائیت کے موضوع پر بھی کافی مفید اور منفرد لٹریچر پیش کیا۔ اہم پوائنٹ پیش کئے مزید تیاری کی تکنیک کی۔ جس کو انہوں نے نہایت تشکرانہ موڈ میں سنا۔

اختتام مجلس کے بعد دونوں ٹیچر حضرات کا رد عمل یہ ہوا کہ قادیانی ٹیچر نے کہا یہ تو ہمیں کہتے تھے کہ مسلمان مبلغ ایک آدھ جملہ درمیان سے پڑھ کے شور مچا دیتے ہیں کہ یہ لکھا ہے اور وہ لکھا ہے لیکن یہاں تو سب کچھ تسلی سے پڑھا گیا ہے اور یہ بھی کہتے تھے کہ مولویوں نے مرزا صاحب کی کتابیں بگاڑ کر خود غلط ملط چھپوائی ہیں۔ مگر یہ تو سب باتیں غلط ثابت ہوئیں۔ اب میں نے ان سے کہا میں تو مسلمان ہوتا ہوں۔ مسلمان دوست نے کہا کہ ابھی نہیں مزید تفتیش اور ریسرچ کرلو۔ تمام شبہات پیش کر کے ہمارے عالم سے صفائی کرالو۔ جلدی کی ضرورت نہیں تاکہ آپ کا ایمان صحیح اور مضبوط ہو۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ حالانکہ یہ ٹیچر قادیانوں کا ایک ذمہ دار فرد تھا اس کے بعد وہ ان کی مجلسوں سے پرہیز کرنے لگا۔ لیکن تمام جراثیم تو آہستہ آہستہ ہی نکلتے ہیں۔ اللہ کرے کہ وہ راہ راست پر آجائے الحمدللہ ہمارے تمام مسلمان ساتھی نہایت ہی خوش و خرم تھے کہ ہم نے ایسی مختصر' دو ٹوک اور فیصلہ کن بحث کبھی سنی ہی نہیں۔ ہم مزید مجلس کا بندوبست کریں گے۔

اس کے بعد ہم نے عصر کی نماز مسجد میں ادا کی اور کھاریاں سے رخصت ہو کر گجرات پہنچے وہاں تنظیم اسلامی کا ایک تفہیم دین کا پروگرام تھا جس میں مجھے بھی ایک لیکچر کی دعوت دی گئی۔ میں نے نماز مغرب کے بعد عشاء تک ہر موضوع کے مطابق بیان کیا اور لٹریچر تقسیم کیا اور عشاء کی نماز کے بعد وہاں سے واپس اپنے گھر ڈسکہ پہنچ گئے"۔

ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح
اور ہم نے آسمانوں کی زینت دی ستاروں سے
ستارا جیولرز
آسمانوں کی زینت ستارے
خواتین کی زینت زیورات
صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲
فون نمبر : ۲۴۵۰۸۰

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دکان
صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس
اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیے
کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی
فون نمبر : ۲۴۵۸۰۳

آل انڈیا کشمیر کمیٹی اور قادیانیوں کے عزائم

تحریر: امتیاز بلوچ

قادیانیوں نے ہر محاذ پر انگریزوں کو فائدہ پہنچایا

کشمیر میں ۱۹۳۱ء کی تحریک آزادی کا ساتھ دینے کے لئے شمالی ہند کے مسلمانوں نے دو مختلف تحریکوں کا آغاز کیا۔ ایک تحریک مجلس احرار کے پلیٹ فارم سے شروع کی گئی۔ اس تحریک کو نوعیت کے اعتبار سے انقلابی کہا جاسکتا ہے۔ ریاستی مسلمانوں کی حمایت کے لئے شمالی ہند سے دوسری تحریک جس کی نوعیت دستوری تھی' آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے نام سے شروع کی گئی۔ اس کا قیام ۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء کو شملہ میں عمل میں آیا اور اس کے پہلے صدر جماعت احمدیہ (قادیانیوں) کے امیر مرزا بشیر الدین محمود تھے۔ علامہ محمد اقبال" بھی اس کمیٹی کے رکن تھے' جو بعد میں اس کمیٹی کے صدر بھی بنے۔ کمیٹی کے دو بڑے مقاصد تھے۔

اول : آئینی ذرائع سے کشمیری مسلمانوں کو ان کے جائز اور واجبی حقوق دلانا

دوم : قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے والے مظلوم کشمیری مسلمانوں کی قانونی امداد کرنا۔

یہ کمیٹی جیسا کہ اپنے مقاصد کے اعتبار سے کشمیری مسلمانوں کی زبردست حامی اور مددگار لگتی ہے' دراصل حقیقی اعتبار سے قادیانیوں کے اپنے مخصوص مقاصد اور مفادات کے حصول کے لئے عمل میں لائی گئی تھی۔

کشمیری کمیٹی کے قیام اور تحریک کشمیر میں قادیانیوں کے جوش و خروش سے لے کر' کشمیریوں کو مفت قانونی امداد اور ان کی آئینی اعانت تک کے تمام معاملات میں قادیانیوں کے مذموم مقاصد چھپے ہوئے تھے' اور مرزا بشیر الدین محمود کے ذہن میں کون سے منصوبے پرورش پارہے تھے' انہیں سمجھنے کے لئے ریاست جموں و کشمیر اور اس سے ملحقہ سرحدی علاقوں کے بارے میں برطانوی حکومت کی اس پالیسی کو بغور دیکھنا ہوگا جو ۱۹۴۰ء سے کچھ عرصہ قبل سامنے آرہی تھی۔

انگلستان اور روس کے درمیان انیسویں صدی کے وسط سے شروع ہونے والی اعصاب شکن جنگ' دونوں ممالک کے درمیان اگرچہ میدان کارزار گرم کرنے کا باعث نہیں بنی' مگر ایک بات طے تھی کہ دونوں کی نظروں میں ایشیا کی اہمیت روز بروز بڑھتی چلی جارہی تھی۔

روس کے لئے ہندوستان تک پہنچنے کے لئے دو بڑے اور اہم راستے تھے۔

اول : افغانستان اور ایران

دوم : سنکیانگ کے راستے کشمیر اور پھر ہندوستان

اگر روس ان علاقوں کو فتح کرکے ہندوستان تک پہنچ جاتا تو پھر اس کے لئے ہندوستان پر قبضہ کرنا کچھ زیادہ مشکل نہ تھا۔ تاج برطانیہ کو بھی اس امر کا شدید احساس تھا اور اس کی یہ بھرپور کوشش تھی کہ کسی طرح روس کو افغانستان اور سنکیانگ کی جانب بڑھنے سے روک دیا جائے۔ یہی وجہ تھی کہ برصغیر پر قابض برطانوی استعمار نے شمالی مغربی سرحدی صوبے کے اہم مقامات پر برطانوی فوجی چوکیاں قائم کردی تھیں' اور روسی خطرے سے بچاؤ کی خاطر ہی پہلی (-۱۸۳۹ء) دوسری (-۱۸۷۹ء) اور تیسری جنگ افغانستان (ء) لڑی گئیں۔

قبل ازیں اسی سلسلے میں جب روس نے اپنی جدوجہد کے آغاز میں سمرقند' تاشقند اور وادی جیحوں و سیحوں کے علاقوں پر قبضہ کیا تو برطانیہ نے روس کی ممکنہ جنگی خطرے کے پیش نظر' فوج کا ایک خاصا بڑا حصہ ریاست جموں و کشمیر کے شمالی علاقے میں تعینات کردیا مگر جنگ کی نوبت نہ آئی۔ یہ جنگ ضرور ہوتی اگر روس اپنے داخلی مسائل کا شکار نہ ہوجاتا۔ جہاں تک روس کی جنگی منصوبہ بندیوں کا سوال ہے تو اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ انقلاب روس سے پہلے وہاں کی حکومتوں نے کئی بار ایسی حکمت عملیاں ترتیب دیں جن پر اگر عمل کرلیا جاتا تو ایک خوفناک جنگ برصغیر پر مسلط ہوجاتی۔

روس میں کمیونسٹ انقلاب کے بعد برصغیر اور

مشرق وسطیٰ کی صورت حال میں یک دم تبدیلی آئی' اور یہاں کی مقامی قوتوں نے برطانوی استعمار سے آزادی کے لئے سر اٹھانا شروع کردیا۔ ایک طرف عرب ممالک نے آزادی کی طرف قدم بڑھانے شروع کئے' اور دوسری طرف ایران و افغانستان بھی برطانوی اثرات سے آزاد ہونے کی کوششیں کرنے لگے۔ ادھر ہندوستان میں آزادی کی تحریک کے آثار شروع ہوگئے اور برطانوی اقتدار کا سورج جو کبھی غروب نہ ہوتا تھا' آخر کار دھندلانا شروع ہوگیا۔

تاج برطانیہ اس ساری صورت حال کو بغور دیکھ رہا تھا۔ اس کے خیال میں یہ حالات روس کے لئے آئیڈیل تھے اور وہ برصغیر میں ان سے فائدہ اٹھاسکتا تھا۔ یہ حالات روس کے لئے دو طرح سے سود مند تھے۔

(الف) ایک طرف تو وہ برصغیر میں قومیت پرستی کے اٹھتے ہوئے جذبات سے فائدہ اٹھاکر' اور تحریک آزادی ہند کی حمایت کرکے یہاں کے عوام کی ہمدردیاں حاصل کرسکتا تھا۔

(ب) اس صورت حال میں وہ اشتراکی انقلاب کے لئے راہیں بھی ہموار کرسکتا تھا۔

اگر روس برصغیر برطانوی اقتدار کو کمزور کرلیتا' تو اس کا فائدہ اسے یورپ میں ملتا۔ یہی وہ وقت تھا جب روس اپنے عزائم اور ارادوں کو نظریاتی رنگ دے کر برصغیر میں داخل ہوسکتا تھا' یا کم از کم اپنا ایک مخصوص حلقہ بنا سکتا تھا۔

اس پس منظر میں جب ہم جنگ عظیم اول سے لے کر آزادی تک کے حالات دیکھتے ہیں' تو ہمیں برصغیر میں روس خاصا فعال نظر آتا ہے۔ ایک طرف اس نے سنکیانگ اور شمالی علاقوں کی طرف سے کشمیر پر فوجی دباؤ ڈال کر انگریزوں کو ہوشیار کردیا' اور دوسری طرف اس نے تحریک آزادی کے متوالوں کے قوم پرستانہ جذبات سے فائدہ اٹھاکر انہیں اشتراکی راہوں پر ڈال دیا۔ یہاں تک کہ آزادی کی جنگ لڑنے والوں میں سے کچھ افراد کو روس کی سرزمین پر تربیت بھی دی جانے لگی' جس سے ہندوستان میں کمیونسٹوں کی تعداد روز بروز بڑھنے لگی۔

انگریز ان حالات سے غافل نہیں تھے۔ صورت حال کی نزاکت کی وجہ سے انہوں نے ضروری سمجھا کہ وہ شمال مغربی ہند کے ان تمام علاقوں کو اپنے کنٹرول میں لے لیں جو اشتراکی سرگرمیوں کا مرکز تھے یا جہاں سے روسی حملہ متوقع تھا۔ نیز سرحدی علاقوں میں ایسے وفادار پیدا کئے جائیں جو نہ صرف تحریک آزادی میں مزاحم ہوں بلکہ برطانوی حکومت کے خلاف کی جانے والی سازشوں کی اطلاعات بروقت پہنچاسکیں۔

ریاست جموں و کشمیر کے وہ علاقے جو روس اور چین کی سرحدوں کے قریب واقع تھے انہیں براہ راست اپنے قبضے میں لینے کے سلسلے میں برطانوی استعمار کے لئے مشکل یہ تھی کہ ریاستی علاقے کے انتقال کے لئے مہاراجہ کشمیر کی رضامندی لازمی تھی اور راجہ اپنی ریاست کے ایک انچ ٹکڑے سے بھی دستبردار ہونے کو تیار نہ تھا' اس موقع پر انگریزوں نے اپنی پرانی مکاری دکھائی اور ۱۹۳۱ء کی تحریک حریت سے فائدہ اٹھانے کا منصوبہ بنایا اور ریاست کے داخلی معاملات میں مداخلت شروع کردی۔ حالانکہ اس سے قبل جب ریاست کے مسلمانوں پر ظلم و تشدد کے جواز کے طور پر جب انگریزوں سے کشمیر میں مداخلت کے لئے کہا جاتا تھا تو وہ ہمیشہ یہ کہہ کر بری الذمہ ہوجاتا تھا کہ وہ قانوناً" ریاست کے داخلی معاملات میں مداخلت نہیں کرسکتا اب انگریزوں کے پاس دو راستے تھے یا تو وہ احراریوں کو اپنی مطلب براری کے لئے استعمال کرتے یا احمدیوں (قادیانیوں) کو۔ احراریوں کے مقابلے میں انہیں احمدی (قادیانی) آسان ہدف محسوس ہوئے۔ ان سے تحریک شروع بھی کرائی جاسکتی تھی اور مطلب نکل جانے پر ختم بھی کرائی جاسکتی تھی' اس پس منظر میں اگر احمدیوں (قادیانیوں) کی کشمیر کمیٹی کا جائزہ لیا جائے تو صاف پتہ لگتا ہے کہ اسے انگریزوں کی ہی شہ پر شروع کیا گیا تھا۔ احمدی (قادیانی) جماعت کا سربراہ مرزا غلام احمد قادیانی تو اس امر کا فخریہ اظہار کیا کرتا تھا کہ وہ "انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے" اس اعتبار سے ان کی سیاسی جدوجہد میں انگریزوں کی اطاعت گزاری لازم تھی' اور کوئی بھی تحریک جو احمدیوں (قادیانی) کی جانب سے شروع کی جاتی' اس میں کسی نہ کسی حد تک انگریزوں کا حصہ ضرور ہوا کرتا تھا۔ اس پس منظر میں ذرا مرزا غلام احمد کا درج ذیل بیان ملاحظہ ہو:

"میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں۔ اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں' اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں' جو ان کو دلی صفائی اور مخلصانہ خیالات سے روکتے ہیں"۔ (تبلیغ رسالت ج۔ ہفتم)

اسی کتاب میں آگے چل کر مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

"اور میں نے نہ صرف اس قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا' بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کرکے' ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم کیونکر گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں امن اور آزادی کے ساتھ زندگی بسر کررہے ہیں"۔ (تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص ۱۰)

اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ علامہ اقبال قادیانیوں کی اس تحریک میں کیوں شامل ہوئے' جب کہ قادیانیوں کے بارے میں ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

"میں خیال کرتا ہوں کہ قادیانیت کے متعلق میں نے جو بیان دیا تھا' جس میں جدید اصول کے مطابق صرف ایک مذہبی عقیدت کی وضاحت کی گئی

تھی' اس سے پنڈت جی (جواہر لعل نہرو) اور قادیانی دونوں پریشان ہیں۔ غالباً" اس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف وجوہ کی بناء پر دونوں اپنے دل میں مسلمانوں کی مذہبی اور سیاسی وحدت کے امکانات کو بالخصوص ہندوستان میں' پسند نہیں کرتے۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ ہندوستان کے قوم پرست' جن کی سیاسی تصوریت نے ان کے احساس حقائق کو مردہ کردیا ہے' اس بات کو گوارا نہیں کرتے کہ شمال مغربی ہند کے مسلمانوں میں خود اعتمادی اور بیداری کا خیال پیدا ہوا ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی بدیہی ہے' کہ قادیانی مسلمانان ہند کا سیاسی وقار بڑھ جانے سے ان کا مقصد فوت ہو جائے گا کہ رسول عربی (فداہ امی وابی) کی دسترس سے قطع و برید کرکے' ہندوستانی نبی کے لئے ایک جدید امت تیار کریں۔ حیرت کی بات ہے کہ میری اس کوشش سے کہ مسلمانان ہند کو یہ جتادوں کہ ہندوستان کی تاریخ میں اس وقت جس نازک دور سے گزر رہے ہیں' اس میں ان کی اندرونی یکجہتی کس قدر ضروری ہے اور نیز ان افتراق پرور اور انتشار انگیز قوتوں سے محترز رہنا ضروری ہے جو اسلامی تحریک کے روپ میں ظاہر ہوتی ہیں' پنڈت جی کو یہ موقع ملا کہ وہ اس قسم کی تحریکوں سے ہمدردی فرمائیں"۔ (اسلام' لاہور' از ڈاکٹر محمد اقبال جلد ۱' ۲۲ جنوری ۱۹۳۶ء)

اس اقتباس کی روشنی میں دیکھیں' تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ علامہ اقبال" قادیانیوں کے عزائم اور مسلمانوں کے لئے ان کے دلوں میں چھپی ہوئی نفرت سے' کماحقہ آگاہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف مواقع پر انہوں نے قادیانیوں کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار بھی کیا۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو علامہ اقبال" کی کشمیر کمیٹی میں شمولیت کی ایک ہی وجہ سامنے آتی ہے' اور وہ اتنی ٹھوس اور جامع ہے کہ اس کے بعد علامہ صاحب پر کسی اعتراض کی گنجائش ہی نہیں رہ جاتی۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا' کشمیر کمیٹی انگریزوں کے ایماء پر اس مقصد کے لئے بنائی گئی تھی کہ کشمیر میں داخلے اور وہاں کی کچھ سرحدوں پر کنٹرول کی راہ ہموار کی جاسکے۔ ان کا مقصد یہ بھی تھا کہ جب وہ کشمیر میں داخل ہوں تو رائے عامہ ان کے حق میں ہموار ہو' اور وہ اپنے مقاصد آسانی کے ساتھ حاصل کرلیں۔ کشمیر کمیٹی کے مقاصد جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا صرف ۲ تھے۔

اول : کشمیریوں کے آئینی حقوق کی حفاظت

دوم : انہیں قانونی اور اخلاقی امداد فراہم کرنا

اس تناظر میں دیکھا جائے تو قادیانیوں کی کشمیر کمیٹی کے عزائم اگرچہ کچھ بھی رہے ہوں' اور وہ بے شک انگریزوں کے آلہ کار ہی سہی' مگر ایک بات بالکل واضح ہے کہ اس کا براہ راست فائدہ کشمیری عوام کو بہرحال پہنچ رہا تھا۔ علامہ اقبال چونکہ خود بھی کشمیر النسل تھے اور کشمیریوں کے لئے ان کی محبت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ اس لئے انہوں نے اس کمیٹی میں شمولیت اختیار کی اور اپنی ذات سے ان گنت کشمیریوں کو فائدہ پہنچایا۔

خلاصہ بحث یہ ہوا کہ قادیانیوں نے کسی بھی محاذ پر سوائے انگریزوں کے' کسی کو فائدہ نہیں پہنچایا۔ انگریزوں کی وفاداری کا دم بھی محض اس لئے بھرتے تھے کیونکہ ایک تو وہ حکمران تھے' اور دوسرے قادیانیوں کے تمام مالی' اخلاقی اور سیاسی مفادات انہی کے ساتھ وابستہ تھے' جب تک انگریز برصغیر پر قابض رہے' قادیانیوں نے اپنے قول و فعل سے ہر طرح ان کے مفادات کا تحفظ کیا' جس کا صلہ انہیں انگریزوں کی طرف سے آج تک کسی نہ کسی صورت میں مل رہا ہے۔ گزشتہ چند عشروں میں انہیں اپنے عزائم کو پورا کرنے کے لئے جب پاکستان کی زمین تنگ نظر آئی' تو انہیں برطانیہ ہی نے خوش آمدید کہا۔ اور اب ان کا خلیفہ برطانیہ میں ہی بیٹھ کر قادیانیوں کے تمام معاملات کو کنٹرول کرتا ہے۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں اگر کوئی قادیانی یہ دعویٰ کرے کہ انہوں نے ماضی میں کشمیریوں کی بھرپور مدد کی ہے' اور تحریک آزادی کشمیر کی کامیابی کے لئے مخلصانہ کوششیں کی ہیں' تو یہ تاریخ کے ساتھ کھلا مذاق ہوگا۔ حقیقت تو صرف یہ ہے کہ احمدیوں (قادیانیوں) نے کشمیر کمیٹی کے نام سے کشمیریوں کی قانونی اور اخلاقی امداد کا جو سلسلہ شروع کیا تھا' اس کے پیچھے کشمیریوں کے لئے خلوص نہیں' انگریزوں کے لئے جذبہ ایثار چھپا ہوا تھا' اور ان کی یہ جدوجہد دراصل انگریزوں کی ان عنایات اور بخششوں کا بدلہ تھا' جن کا دائرہ کار ہندوستان سے لے کر کشمیر اور کشمیر سے لے کر افغانستان و برطانیہ تک پھیلا ہوا تھا۔

تحفۂ دُلہن

سسرال جانے والی بیٹی کو نصیحت

شادی بیاہ میں دینے کے لئے ایک بہترین دینی تحفہ

تالیف مولانا محمد حنیف عبدالمجید

عورت پر بیوی ہونے کی حیثیت سے اسلامی ذمہ داریاں صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن اور نیک عورتوں کی عملی مثالیں، شوہر کی اطاعت، عزت، خدمت اور شوہر سے محبت، نیک بیویوں کی صفات۔ میاں بیوی کے آپس کے جھگڑوں سے بچنے کی بہترین تدبیریں اور ساس، نند، دیورانی، جیٹھانی کی ناچاقیوں سے بچنے اور ہر گھر کی تمام پریشانیوں اور غموں سے نجات پانے کے بہترین نفسیاتی اصول، مفید ہدایات، بزرگوں کی نصیحتوں پر مشتمل ایک اہم کتاب ہے۔

دُلہن ان ہدایات پر عمل کرے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہر گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اور دین و دنیا میں سُرخروئی اور کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ اپنے قریبی بُک اسٹال سے یا ہم سے براہ راست طلب فرمائیں۔

(۱) زمزم پبلشرز (۲) صدیقی ٹرسٹ

5863495 | 5625708 | 74400 | 7224073

گزشتہ سے پیوستہ

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اور نوبل انعام

"ڈاکٹر عبدالسلام کو اسلامی طبیعاتی فاؤنڈیشن کے قیام میں مالی دشواریوں کا سامنا"

"نیویارک ۱۰ اگست (اے پی پی) نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام نے کہا ہے کہ اسلامی ممالک بین الاقوامی سائنس میں بالکل الگ تھلگ ہیں اور انہیں سائنس کی ترقی کا طریقہ معلوم نہیں انہوں نے کہا کہ وہ سائنس کے فروغ اور ترقی کے لئے ایک فاؤنڈیشن قائم کرنا چاہتے ہیں۔

اسلامی کانفرنس نے اس منصوبہ کی توثیق کی ہے کہ ڈاکٹر سلام کے تجویز کردہ ایک ارب ڈالر کی بجائے مسلم کانفرنس نے ۵ کروڑ ڈالر کی منظوری دی ہے اور ایک سال میں صرف ۶۰ لاکھ ڈالر جاری کئے گئے ہیں جس کی وجہ سے ڈاکٹر سلام مایوس نظر آتے ہیں۔" (نوائے وقت کراچی ۱۱ اگست ۱۹۸۵ء)

مایوسی کا یہ اظہار مسلم ممالک کو غیرت دلانے اور مطلوبہ رقم پر انہیں برانگیختہ کرنے کے لئے تھا۔ بالآخر "جویندہ یابندہ" کے مصداق ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی، مسلم ممالک سے اپنی مطلوبہ رقم وصول کرنے میں کامیاب ہو گیا چنانچہ قادیانی اخبار ہفت روزہ "لاہور" کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ:

" ڈاکٹر عبدالسلام نے مشرق وسطی کے تیل پیدا کرنے والے ممالک پر زور دیا ہے کہ وہ اس خطہ ارض میں سائنسی علوم کے فروغ کے لئے ایک سائنس فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں لائیں ـــــ انہوں نے مشورتاً یہ تجویز پیش کی کہ اس فاؤنڈیشن کی تشکیل میں ابتدائی طور پر ایک بلین ڈالر صرف کرنے چاہئیں جو مسلم طلبہ کو ایسی سائنسی تعلیم کے حصول میں امداد دیں گے ــــــ اس فاؤنڈیشن کو اسلامی دنیا کے ممتاز و معروف سائنس دان چلائیں۔

ڈاکٹر عبدالسلام نے دنیائے اسلام میں سائنسی علوم کے فروغ کے سلسلہ میں کویت کے رول کو سراہا۔ انہوں نے کہا کہ کویت کی سائنس فاؤنڈیشن اور کویت یونیورسٹی نے انہیں بڑی دریا دلی سے اتنے فنڈز دیئے ہیں"۔ (قادیانی ہفت روزہ "لاہور" ۲ اگست ۱۹۸۲ء، صفحہ ۵)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

غور فرمایئے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی، ابتدائی مرحلہ میں اسلامی ممالک سے لے کر ساٹھ لاکھ ڈالر یعنی گیارہ کروڑ روپے ہضم کر جاتا ہے۔ دل میں باغ باغ ہو گا کہ اتنی خطیر رقم مجھے مسلمان نوجوانوں کو قادیانی بنانے کے لئے بلاشرکت غیرے مل گئی لیکن عیاری و مکاری کا کمال دیکھو کہ زرطلبی کی ہوس "ھل من مزید" پکارتی ہے اور وہ اسلامی ممالک کو غیرت دلانے کے لئے ان کی سردمہری و بلاکتی اور بے توجہی کا مسلسل پروپیگنڈہ کرتا رہتا ہے اور ان کے سامنے پانچ کروڑ ڈالر یعنی ۸۵ ارب روپے کا ہدف دہراتا رہا ہے تاآنکہ اسے مطلوبہ رقم میسر آجاتی ہے۔

قارئین نے ایسے بہت سے واقعات سن رکھے ہوں گے کہ روپیہ، پیسہ، عورت، دوا، علاج اور تعلیم کا لالچ دے کر غریب خاندانوں کو عیسائی یا قادیانی بنالیا گیا۔ اگر دس ہزار سے ایک خاندان کا ایمان خریدا جاسکتا ہے تو ذرا حساب لگا کر دیکھئے کہ جس شخص کے ہاتھ پچاسی ارب روپے کی رقم تھمادی گئی ہو وہ کتنے نوجوانوں اور کتنے خاندانوں کو اس کے ذریعے قادیانی بنانے کی کوشش کرے گا؟ حیف صد حیف کہ "........ میاں کی جوتی میاں کے سر" کے مصداق مسلمانوں ہی کے روپے سے مسلمانوں کو کافر و مرتد بنایا جارہا ہے اور مسلمان اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

سائنس فاؤنڈیشن اور قادیانی مقاصد

مسٹر نوبل کے وصیت کردہ سودی انعام کے حوالے سے قادیانیوں نے جو فوائد حاصل کرنے کی کوشش کی اور جن کی طرف سطور بالا میں اشارہ کیا گیا ہے۔ ان خلاصہ یہ ہے:

- ○ قادیانیوں کو مسلمان ثابت کرنا۔
- ○ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو اسلامی دنیا کا ہیرو اور محسن بنا کر پیش کرنا۔
- ○ مسلم ممالک کے پیسے سے "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" کے نام پر "قادیانی فاؤنڈیشن" قائم کرنا۔

دردمند مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے یہ قادیانی فوائد بھی کافی تھے۔ لیکن ایسا لگتا ہے کہ "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" کے ذریعہ یہودی۔ قادیانی لابی ابھی بہت کچھ حاصل کرنا چاہتی ہے۔ اور ان کے مقاصد کہیں گہرے ہیں۔ ذیل میں چند نکات

پیش کئے جاتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو عالم اسلام سے خیر خواہی و ہمدردی رکھتا ہے اس کا فرض ہے کہ ان امکانات کو نظر انداز نہ کرے۔ بلکہ ان پر عقل و دانائی کے ساتھ غور کرے۔

(۱) علامہ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے پنڈت نہرو کے نام اپنے خط میں تحریر فرمایا تھا:

”قادیانی‘ اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں“

علامہ اقبال مرحوم کا یہ تجزیہ ان کے برسہا برس کے تجربہ کا خلاصہ اور نچوڑ ہے جسے انہوں نے ایک فقرے میں قلمبند کردیا۔ ہر وہ شخص جسے قادیانی ذہنیت کا مطالعہ کرنے کی فرصت میسر آئی ہو۔ یا جسے قادیانیوں سے کبھی سابقہ پڑا ہو اسے اعلیٰ وجہ البصیرت اس کا یقین ہوجائے گا کہ قادیانی‘ اسلام کے‘ مسلمانوں کے اور اسلامی ممالک کے غدار ہیں جس طرح کوئی مسلمان کسی یہودی پر اعتماد نہیں کرسکتا۔ نہ اسے ملت اسلامیہ کا مخلص سمجھ سکتا ہے۔ اسی طرح کوئی مسلمان کسی قادیانی کو ملت اسلامیہ کا ہمدرد اور بہی خواہ تسلیم نہیں کرسکتا۔

قادیانی‘ طاغوتی قوتوں کے جاسوس : مسلمانوں کی جاسوسی!

قادیانیوں کی اسلام اور مسلمانوں سے غداری کا یہ عالم ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی‘ انگریزوں کی پولیٹیکل خیر خواہی‘ کی غرض سے مسلمانوں کی مخبری کیا کرتا تھا۔ انگریزی دور اقتدار میں ہندوستان کے جو مسلمان حریت پسندانہ جذبات اور آزادی وطن کی لگن رکھتے تھے‘ مرزا غلام احمد قادیانی ان کے احوال و کوائف ”پولیٹیکل راز“ کی حیثیت سے گورنمنٹ برطانیہ کو پہنچایا کرتا تھا‘ مرزا قادیانی کے اشتہارات کا جو مجموعہ تین جلدوں میں قادیانیوں نے اپنے مرکز ربوہ سے شائع کیا ہے اس کی دوسری جلد کے صفحہ ۲۲۷۔۲۲۸ پر اشتہار نمبر ۱۴۵ درج ہے جس کا متن ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

قابل توجہ گورنمنٹ از طرف مہتمم کاروبار تجویز تعطیل جمعہ

مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیرخواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو درپردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں اور ایک چھپی ہوئی بغاوت کو اپنے دلوں میں رکھ کر اسی اندرونی بیماری کی وجہ سے فرضیت جمعہ سے منکر ہو کر اس کی تعطیل سے گریز کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ نقشہ اسی غرض کے لئے تجویز کیا گیا تاکہ اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں کہ جو ایسے باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے آدمی بہت ہی تھوڑے ہیں جو ایسے مفسدانہ عقیدہ کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھتے ہوں۔ لیکن چونکہ اس امتحان کے وقت بڑی آسانی سے ایسے لوگ معلوم ہوسکتے ہیں۔ جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں۔ اس لئے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ پولیٹیکل خیر خواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے نام ضبط کئے جائیں جو اپنے عقیدہ سے اپنی مفسدانہ حالت کو ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ جمعہ کی تعطیل کی تقریب پر ان لوگوں کا شناخت کرنا ایسا آسان ہے کہ اس کی مانند ہمارے ہاتھ میں کوئی بھی ذریعہ نہیں۔ وجہ یہ کہ جو ایک ایسا شخص ہو جو اپنی نادانی اور جہالت سے برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتا ہے۔ وہ جمعہ کی فرضیت سے ضرور منکر ہوگا اور اسی علامت سے شناخت کیا جائے گا کہ وہ درحقیقت اس عقیدہ کا آدمی ہے۔ لیکن ہم گورنمنٹ میں باادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پولیٹیکل راز کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی۔ اور بالفعل یہ نقشے جن میں ایسے لوگوں کے نام مندرج ہیں گورنمنٹ میں نہیں بھیجے جائیں گے۔ صرف اطلاع دہی کے طور پر ان میں سے ایک سادہ نقشہ چھپا ہوا جس پر کوئی نام درج نہیں فقط یہی مضمون درج ہے ہمراہ درخواست بھیجا جاتا ہے۔ اور ایسے لوگوں کے نام مع پتہ و نشان یہ ہیں۔ مطبع ضیاء الاسلام قادیان (یہ اشتہار ۲۰×۲۶ چار صفحوں پر معہ نقشہ درج ہے)

یہ ذہن میں رہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی‘ ایسے حریت پسند مسلمانوں کے کوائف اپنی جماعت کے ذریعہ ہی جمع کراتا ہوگا گویا غلام احمد قادیانی کی نگرانی میں قادیانی جماعت کی پوری ٹیم اسی کام میں لگی ہوئی تھی کہ ہندوستان کے آزادی پسند مسلمانوں کی فہرستیں بنا بنا کر انگریز کے خفیہ محکمہ کو بھیجی جائیں‘ اور ایسے مسلمانوں کے ”پولیٹیکل راز“ سفید آقاؤں کے گوش گزار کئے جائیں۔ وہ دن اور آج کا دن قادیانی جماعت مسلمانوں کی جاسوسی کے اسی مقدس فریضہ میں لگی ہوئی ہے کہ مسلمانوں سے گھل مل کر رہا جائے۔ ظاہر میں اپنے آپ کو مسلمانوں کا خیر خواہ ثابت کیا جائے۔ اور باطن میں ان کے راز اعدائے اسلام اور طاغوتی طاقتوں کو پہنچائے جائیں۔

قادیانی اور یہودی لابی کے درمیان وجہ الفت بھی یہی اسلام دشمنی اور امت اسلامیہ سے غداری ہے۔ اسرائیل میں کسی مذہب کا کوئی مشن کام نہیں کرسکتا اور کسی اسلامی مشن کے قیام کا تو وہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن قادیانی مشن وہاں بڑے اطمینان سے کام کر رہا ہے اور اسرائیل کے یہودیوں کی

مکمل حمایت اور اعتماد اسے حاصل ہے۔

قادیانی، مسلمانوں کے بھیس میں مسلمان ممالک، خصوصاً" پاکستان میں اہم ترین مناصب اور حساس عہدوں پر براجمان ہیں۔ اس لئے اسلامی ممالک کا کوئی راز ان سے چھپا ہوا نہیں۔

ادھر ایک عرصہ سے اسلامی ممالک اپنی ایٹمی صلاحیتوں کو بہتر بنانے اور انہیں پرامن مقاصد کے لئے استعمال کرنے میں کوشاں تھے۔ مغربی دنیا اور یہودی لابی کے لئے اسلامی دنیا کی یہ تگ و دو موجب تشویش تھی، عراق کی ایٹمی تنصیبات پر اسرائیل کا حملہ اور پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کو تباہ کرنے کی اسرائیلی دھمکیاں سب کو معلوم ہیں، پاکستان کے بارے میں "اسلامی بم" کا ہوا کھڑا کر کے یہودی لابی نے پاکستان کے خلاف بین الاقوامی فضا کو مسموم کرنے کی جس طرح کوششیں کی ہیں وہ بھی سب پر عیاں ہیں۔ اسلامی ممالک کی سائنسی بیداری کو کنٹرول کرنے کی بہترین صورت یہی ہو سکتی تھی کہ "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" کا نعرہ ایک ایسے شخص سے لگوایا جائے جو یہودی لابی کا حلیف اور رازدار ہو۔ اس نعرہ کے ذریعہ اسے اسلامی ممالک کا محسن اور ہیرو باور کرایا جائے ایسی شخصیت ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی سے زیادہ موزوں اور کون ہو سکتی تھی۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" کا نعرہ بلند کیا۔

باقی آئندہ

بقیہ : اداریہ

تشہیر میں مصروف نظر آتی ہے اور پھر اس کو ثواب بھی سمجھا جا رہا ہے۔ لوگ دھڑا دھڑ اس سودی اسکیم میں رقم جمع کرا کر سودی نظام کو تحفظ بھی دے رہے ہیں، اس کو مستحکم اور مضبوط بھی کر رہے ہیں اور دوسری طرف خوش ہیں کہ ملک کو قرض سے نجات دلا کر ہم ثواب کا کام کر رہے ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ جس اسکیم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان جنگ کی وعید ہو، جس فعل کو ماں کے ساتھ زنا سے زیادہ بڑا گناہ کہا گیا ہو، اس اسکیم کو منافع اور ثواب کہہ کر اسلام کا مذاق اڑایا جا رہا ہے اور پھر اس پر اطمینان بھی ہے کہ ہم اسلام کے مطابق کام کر رہے ہیں۔ خدارا اس اسکیم کو ختم کریں ورنہ اللہ تعالیٰ سے اعلان جنگ کا نتیجہ آپ خود دیکھ لیں گے۔ اس وقت ملک اس کا متحمل نہیں ہے کہ کوئی نیا شوشہ چھوڑ کر ملک کو غیر مستحکم کیا جائے اور حکومت کے خلاف کوئی آواز اٹھائی جائے کیونکہ بڑی مشکل سے عورت کی غیر شرعی حکمرانی سے نجات ملی ہے۔ اس لئے علماء کرام نے یہ تلخ گھونٹ پی لیا ہے لیکن رب کائنات کی مہلت سے غلط فائدہ اٹھانا مستقل اپنے کو تباہی کی طرف لے جانا ہے۔ ہم جناب نواز شریف کی خدمت عالیہ میں یہی کہیں گے کہ خدارا ہوش کے ناخن لیں۔ غلط مشیروں سے دور رہیں۔ کسی اچھے عالم دین سے اس مسئلہ میں غیر جانبدارانہ رائے لے لیں اور جمعہ کی چھٹی ختم کرنے کا فیصلہ واپس لیں۔ بلوچستان کا زلزلہ ہمارے لئے اور حکمرانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلی تنبیہہ ہے۔ اگر ہم نے اس تنبیہہ سے عبرت حاصل نہ کی تو پھر رب کائنات کے عذاب سے ہمیں کوئی نہیں بچا سکے گا۔ پھر اس سے نہ نیک بچیں گے اور نہ بد۔ عبرت حاصل کر لیں اس سے پہلے کہ ہم خود قابل عبرت بن جائیں۔

حضرۃ الامیر اور نائب امیر مرکزیہ کی وضاحت

گزشتہ دنوں جنگ اخبار میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ حضرت اقدس خواجہ خواجگان مولانا خان محمد صاحب زید مجدہم، نائب امیر مرکزیہ حضرت اقدس مرشدی مولانا محمد یوسف لدھیانوی زید مجدہم، ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمان جالندھری دامت برکاتہم کی طرف سے ایک اشتہار شائع ہوا جس میں نواز شریف کی "قرضہ اتارو ملک سنوارو" مہم میں عطیات دینے کی اپیل کی گئی تھی جس سے بعض احباب کو اشتباہ ہوا کہ قرضہ اتارو مہم کے سلسلے میں وزیر اعظم کی جاری کردہ تینوں اسکیموں میں حصہ لینا درست ہے۔ حالانکہ اشتہار میں صرف یہ اپیل کی گئی تھی کہ ملک قرضہ کی وجہ سے کہیں یہودیوں اور قادیانیوں کی سازش کا شکار نہ ہو جائے اس لئے قرضہ اتارو مہم میں عطیات دیئے جائیں۔ دیگر اسکیموں کے سلسلے میں اپیل نہیں کی گئی تھی۔ قرض حسنہ اسکیم میں چونکہ سود نہیں دیا جاتا اس لئے اس میں رقم جمع کرائی جا سکتی ہے البتہ تیسری اسکیم جس میں سود دینے کا اعلان کیا گیا ہے یہ خالص سودی اسکیم ہے اور شریعت مطہرہ نے سود لینے اور دینے کی ممانعت کی ہے اس لئے سودی اسکیم میں حصہ لینا درست نہیں اور اس سود کو منافع کہنا لوگوں کو دھوکہ دینا ہے۔ اس میں شرکت کرنا گناہ ہے۔ اس سلسلے میں مزید تفصیلات محترم جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی صاحب سے معلوم کی جا سکتی ہیں۔ شریعت مطہرہ کے مطابق جو امور موجودہ حکومت کی طرف سے کئے جائیں گے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے اس میں تعاون کیا جائے گا البتہ غیر شرعی امور کی نشاندہی کر دی جائے گی۔ اس لئے اس اشتہار کو صرف عطیات دینے تک محدود رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کی حفاظت فرمائے اور قرضوں کی ذلت سے نجات عطا فرمائے۔ (آمین)

الحمد للہ رب العالمین وصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ اصحابہ اجمعین

عدلیہ کی آزادی

آج کا مضمون بظاہر دو حرفی عنوان ہے لیکن اس میں بے شمار باتیں مختلف انداز میں پنہاں ہیں۔ عدلیہ کی آزادی ہر مہذب معاشرہ کا سب سے اولین خواب ہوتا ہے۔ اس لئے یہ کہا جاتا ہے کہ ظلم پر مبنی معاشرے کچھ عرصہ ہی اپنے وجود کو قائم رکھ سکتے ہیں لیکن جہاں عدل نہ ہو وہ معاشرے نہ صرف مٹ جاتے ہیں بلکہ آنے والی نسلوں کے لئے عبرت کا نشان ہوتے ہیں قرآن پاک میں ایسی قوموں کی جگہ جگہ مثالیں دی گئی ہیں میری رائے میں عدلیہ کی آزادی اور قانون کی حکمرانی لازم وملزوم ہیں عدلیہ کی آزادی کے موضوع پر صدیوں سے اظہار خیال کا سلسلہ جاری ہے ہمیں اصولی طور پر ہرمذہب اور ہر انسانی فکر کا حامل طبقہ یہ سبق دیتا ہے کہ احترام انسانیت عدلیہ کی آزادی میں مضمر ہے امیر کا دستور ہو یا کسی اشتراکی ریاست کا دستور، کسی اسلامی ریاست کا دستور ہو یا کسی فلاحی ریاست کا نظام ہر جگہ عدلیہ کی بالادستی کو اولین مقام دیا گیا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا ان تمام علاقوں میں عدلیہ واقعی آزاد ہے یا پھر قانون کی حکمرانی کے نام پر اس آزاد عدلیہ کو بھی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا ہے۔

پچھلے پچاس سال سے پاکستان میں یہ نعرہ بلند ہے کہ عدلیہ کو آزاد کرو اور قانون کی حکمرانی قائم کرو یہ نعرہ ایسے ملک میں نہ صرف لگایا جارہا ہے بلکہ قانون داں حضرات اس کو عملی شکل دینے کی جدوجہد کررہے ہیں جو ملک قائم ہی لا الہ الا اللہ کے یقین پر ہوا ہے اور اس کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا گیا ہے اسلامی ملک میں عدلیہ کی آزادی اور قانون کی حکمرانی کا نعرہ اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے کہ انسان اپنے وجود سے ہی انکار کردے اسلام میں عدلیہ کی حدود مقرر ہیں اور قانون کی حکمرانی کا دائرہ تمام تر شک وشبہات سے بالاتر قابل عمل شکل میں پایا جاتا ہے مگر یہ صورت حال اسلامی جمہوریہ پاکستان میں دکھائی نہیں دیتی یہی عالم امریکی اور برطانوی نظام عدل کا ہے جو قانون اور قاعدوں کے ضابطوں کے تحت بندھے ہوئے ہیں امریکی نظام کے تحت انتظامیہ کا ایک کل پرزہ یعنی ویزا آفیسر دل کے سوراخ کے علاج کے خواہش مند پاکستانی کمسن لڑکے کو ویزا دینے سے انکار کردے تو امریکہ کا صدر جیسا طاقتور شخص یہ فیصلہ بدل نہیں سکتا۔ اسی طرح برطانیہ کی وزارت داخلہ کا ایک معمولی سا افسر کسی شہری کے بارے میں یہ رائے دیدے کہ اس کی سرگرمیاں مفاد عامہ کے

حشمت علی حبیب (ایڈووکیٹ)

منافی ہیں تو اس شخص کی نظربندی کے خلاف برطانوی عدلیہ بے بس نظر آتی ہے ایسی صورت میں اگر ہم اپنی پابند بسلاسل عدلیہ کا ذکر کریں تو ہمارا سر فخر سے بلند ہوجاتا ہے کہ اعلیٰ عدالتوں کے جج صاحبان جو منصب عدل پر فائز ہوتے ہوئے از خود بصورت حلف اپنے آپ کو اس کا پابند کرتے ہیں کہ وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور اور قانون کے مطابق اپنے فرائض انجام دے گے اور پاکستان کے دستور کو قائم رکھیں گے اور اس کا تحفظ ودفاع کریں گے دستور کی تشریح کرتے ہوئے اتنے حقوق حاصل کرچکے ہیں جن کا نہ دستور میں ذکر ہے اور نہ قانون اجازت دیتا ہے اس کے باوجود ہم عدلیہ کی آزادی اور قانون کی حکمرانی کے لئے برسرپیکار ہیں کیونکہ جو معیار اسلام نے عدلیہ کی آزادی اور بالادستی کا طے کردیا ہے اس کا حصول ہی ہماری منزل ہے۔

پاکستان میں حصول انصاف سب سے منگا سودا ہے حالانکہ دستور میں یہ ضمانت دی گئی ہے کہ ریاست بلا خرچ اور سہل الحصول انصاف کو یقینی بنائے گی مگر عالم یہ ہے کہ اسلام آباد کو وفاق کے زیر انتظام علاقہ قرار دے کر عملاً" تمام ملکی قوانین سے علیحدہ کرلیا ہے حالانکہ یہاں پر عدالت عظمیٰ کی مستقل نشست ہے مثلاً" یہاں پر زیادہ سے زیادہ کورٹ فیس تین ہزار روپے مقرر ہے اس کے برخلاف وفاقی علاقہ سے نکلتے ہی یہ فیس ساڑھے آٹھ فیصد اور زیادہ سے زیادہ چونتیس ہزار روپے ہے یہ چونتیس ہزار روپے چار لاکھ روپے کے دعوے پر واجب الادا ہیں اگر آپ صوبہ سندھ چلے جائیں تو دعوے کی حدود لاکھ سے بڑھ کر چھ لاکھ ہوجاتی ہے اور کورٹ فیس زیادہ سے زیادہ ہزار روپے ہے جس نظام عدل میں سائل کو کورٹ فیس ادا کرنے کے لئے مختلف پیمانوں سے گزرنا پڑتا ہے اس کی آزادی کا کیا کہنا۔ حلف کے مطابق عدلیہ دستور اور قانون کے مطابق فرائض کی انجام دہی کی پابند ہے لیکن عدلیہ نے از خود شہریوں کے درمیان اس تفریق کو دور کرکے ایک بنیادی ناانصافی کا خاتمہ نہیں کیا حکومت سندھ نے چند سال پہلے کورٹ فیس کی

شرح کو تبدیل کرکے دعوے پر دو فیصد کورٹ فیس عائد کرنے کا قانون منظور کیا تو سندھ ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے اس وقت کے صدر شرف فریدی مرحوم نے ایک آئینی درخواست کے ذریعہ اسے چیلنج کیا تو جناب جسٹس ناصر اسلام زاہد کی سربراہی میں ڈویژن بینچ نے رٹ جاری کیا اور اس طرح یہ فیصلہ ختم ہوا ادھر وفاقی شرعی عدالت نے کورٹ فیس کو غیر قانونی اور غیر اسلامی قرار دیا لیکن حکومت نے اس فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کردی ہے اس لئے اپیل کے بعد مروجہ قانون کے روبہ عمل آنے سے شریعت کورٹ کے فیصلہ پر عمل در آمد رک گیا اس طرح عملی طور پر شرعی عدالت کے فیصلے کو غیر موثر بنادیا گیا۔

ایسا ہی سلوک وفاقی شرعی عدالت کے ربوہ (سود) کو غیر قانونی اسلامی قرار دینے کے فیصلے کے ساتھ ہوا۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں شرعی عدالت کے فیصلے کے باوجود ملک میں سود کا کاروبار پورے زوروشور سے جاری ہے اس کا عذاب کس کے سر پر ہے یہ تو بعد میں طے ہوگا لیکن معاشرہ جس تیزی سے غرقابی کی طرف جارہا ہے اس کے ہم سب شکار ہوں گے اسی نوعیت کے صورت حال دستور میں دی گئی احترام انسانیت کی ضمانت کے ساتھ ہے کراچی کے وکلاء پر انتظامیہ کی کھلی بربریت کے خلاف اس وقت کے قائم مقام چیف جسٹس سے ملاقات کے لئے ہائی کورٹ بار کے صدر اور دیگر عہدیداران عدالت عظمی کے چیف جسٹس کے اردلی کے توسط سے اجازت کے بغیر کمرہ میں داخل ہوتے ہیں تو انہیں ملک کے قانون کے مطابق مقدمہ چلاکر کچھ عرصہ کے لئے سپریم کورٹ میں پریکٹس کرنے سے روک دیا جاتا ہے لیکن یہی عدالت پولیس کے ہاتھوں شہریوں کو دارالحکومت میں برہنہ کرکے تشدد کا نشانہ بناکر انسانیت سوز حرکات کے بارے میں ناقابل تردید ثبوت ہونے کے باوجود خاموشی اختیار کرجاتی ہے اس طرح پاکستان کے دستور کے تحفظ کا عہد اٹھانے کی نفی کی جاتی ہے ادھر مغلیہ خاندان کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر کے استاد ابراہیم ذوق کی قبر کی بے حرمتی کرنے کی اطلاع پر بھارت کی سپریم کورٹ از خود کارروائی کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے پاکستان سپریم کورٹ میں توہین عدالت کے کئی ایک معاملات زیر التواء ہیں اس کے باوجود پارلیمنٹ کی کارروائی کے دوران وزارت قانون سے متعلق افراد ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جن سے ججوں کے بارے میں تضحیک کا پہلو نکلتا ہے عدالتی فیصلوں کے بارے میں ٹیلی ویژن پر مذاکرات کئے جاتے ہیں کتابوں اور اخبارات میں کھل کر اظہار خیال کیا جاتا ہے لیکن نہ تو عدلیہ پر فائز افراد کوئی رد عمل ظاہر کرتے ہیں اور نہ ہی یہ لوگ عوامی غیظ و غضب کا شکار ہوتے ہیں ایسی صورت میں کیا عدلیہ کی مکمل آزادی بھی دستور اور قانون کی حدود کی پابند رہ سکے گی اور اگر دستور اور قانون ہی ناانصافی کرے اور اسلام کے طے شدہ اصولوں کی نفی کرے تو پھر عدلیہ کی آزادی کا عالم سب پر عیاں ہوگا عدلیہ کی غرض کے لئے قانون سازی ہوتی ہے پاکستان کے قانون کو اسلامی ڈھانچہ میں ڈھالنے کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل کی کارکردگی ہمارے سامنے ہے جواب بھی یہ دعوی کرتی ہے کہ وہ اسلام سے متصادم قوانین کو اسلام کے مطابق بنانے کی کوشش کررہی ہے دوسری جانب وفاقی شرعی عدالت نے جن قوانین کو غیر اسلامی قرار دیا ہے ان کے خلاف سپریم کورٹ کی شرعی بینچ میں اپیل دائر کرتے ہوئے ان فیصلوں کو غیر موثر کردیا ہے حد تو یہ ہے کہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے فیصلوں کے باوجود ابھی تک عدلیہ سے انتظامیہ کو علیحدہ نہیں کیا جاسکا ہے سندھ ہائی کورٹ کے شہید جج نظام احمد اور مسٹر حیدر علی پیرزادہ نے قیدیوں کو بیڑیاں پہنانے اور دیگر ظالمانہ اقدامات غیر قانونی' غیر آئینی اور غیر اسلامی قرار دے دیا۔ سندھ گورنمنٹ نے سپریم کورٹ سے رجوع کرکے اس فیصلے پر عمل درآمد کروالیا۔ اس طرح انسانیت کی تذلیل کا سلسلہ دستور اور قانون کی چھتری کے نیچے جاری و ساری ہے دستور کی تمہید میں کہا گیا ہے کہ " چونکہ اللہ تبارک و تعالی قادر مطلق اور بلا شرکت غیرے حاکم مطلق ہے اور پاکستان کی جمہور کو جو اختیار و اقتدار اس کے مقرر کردہ حقوق کے اندر رہ کر استعمال کرنے کا حق ہوگا وہ ایک مقدس امانت ہے" یہ مقدس امانت جمہور کے منتخب کردہ نمائندے اس طرح استعمال کررہے ہیں کہ آئین میں باقاعدہ ترمیم کرکے مالیاتی معاملات سے متعلق اعلی عدالتوں کے جاری کردہ حکم امتناعی چھ ماہ کی مدت گزرنے کے بعد موثر نہیں رہے گا اس کے برعکس احترام انسانیت کے تحفظ اور سود جیسی لعنت کو غیر اسلامی اور غیر قانونی قرار دینے کے فیصلوں پر عملدرآمد روکنے کے لئے دستور میں کوئی مدت مقرر نہیں کی گئی ایسے دستور اور ایسے قانون کے ہوتے ہوئے عدلیہ کی آزادی اور قانون کی حکمرانی کا نعرہ انسانیت کا مذاق اڑاتا نظر آتا ہے۔

قانون سازی دو طرح سے ہوتی ہے ایک یہ صورت کہ نامعلوم زمانہ سے رسم و رواج کی شکل میں کوئی قاعدہ چلا آرہا ہے اور اس کے بنانے والے کا نہ ہمیں علم ہے اور نہ مدت کا کوئی تعین۔ دوسری صورت یہ ہے کہ قانون بنانے والے کا ہمیں علم ہے یہ خدائی احکامات کی شکل میں بھی ہوتا ہے اور پیغمبروں کے ذریعہ ہم تک پہنچتا ہے اس طرح ایک انسانی قانون ہوتا ہے دوسرا خدائی قانون' قانون کے بدلنے کے ضابطے موجود ہیں لیکن یہ طے ہے کہ کسی بھی قانون کو اس کے بنانے والے کے مرتبہ سے کمتر بدل نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی قانون اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے تو اس کو بدلنے والا صرف اللہ ہی ہوسکتا ہے اللہ کے بعد پیغمبر اپنے ذاتی اجتہاد سے کوئی قانون بناسکتا ہے اگر اس کو وحی نہ آئی ہو اور وہ اپنی صوابدید سے حکم دیتا ہے تو اس کو بھی صرف پیغمبر ہی بدل سکتا ہے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی

نبی نہیں آئے گا اس لئے قرآن اور حدیث میں دیئے ہوئے قوانین حتمی حیثیت کے حامل ہیں یہ علمی بحث بہت دور تک چلی جاتی ہے بہرحال یہ بات طے ہے کہ قرآن کی تدوین اور تحفظ ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچانے کا انتظام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگرانی میں کرایا اور اس کے ایک ایک لفظ کو اپنی امت تک پہنچایا اور حدیث جو صحابہؓ نے ذاتی صلاحیتوں کے مطابق جمع کی دونوں میں کچھ فرق ہے ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے خطبات بہاولپور میں یہ کہا ہے کہ اسی وجہ سے حدیث کا درجہ قرآن کریم سے کمتر ضرور ہے لیکن رسولؐ کے حکم کو صرف رسولؐ ہی بدل سکتا ہے رسولؐ سے کم تر درجے کی شخصیت کو یہ استحقاق نہیں کہ اس میں تبدیلی کرسکے انہوں نے کہا کہ ایک ایک حدیث کی پوری تفصیل سے حوالے ملتے ہیں لہٰذا اتنے حوالوں کی موجودگی میں حدیث کی ادنیٰ ترین کتاب بھی دوسروں کی اعلیٰ ترین کتابوں سے اونچا درجہ رکھتی ہے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیینؐ کے بعد رسالت کا سلسلہ ختم ہوچکا لہٰذا قرآنی قانون قیامت تک نافذ رہے گا اور خاتم النبیینؐ ہونے کی بناء پر حدیث وسنت بھی ہمارے لئے ہادی بن گئے ہیں اس تناظر میں عدلیہ کی آزادی اور قانون کی حکمرانی کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ عدلیہ پر فائز افراد کا تمام قوانین سے واقف ہونے کے ساتھ ساتھ امین اور صادق ہونا ضروری ہے امین' صادق اور صاحب علم کے فیصلہ عوام قبول کرتے ہیں جس سے عدلیہ کی آزادی اور قانون کی حکمرانی کا تصور ابھرتا ہے حجراسود کو تعمیر کعبہ کے دوران نصب کرنے کا فیصلہ نبوت کے اعلان سے پہلے کیا اور اس فیصلہ پر سب قبائل متفق ہوئے کہ بنوہاشم کا نوجوان امین اور صادق کے لقب سے پکارا جاتا ہے اسی طرح اسلام کا قانون ساری امت میں یکساں رہتا ہے اسلام میں ایک طرز روش یہ رہی ہے کہ عہد نبویؐ سے آج تک عدالت کی طرح قانون سازی بھی حکومت اور سیاست کے تحت نہیں رہی اگر اسلامی قانون حکومت اور سیاست کے عمل دخل سے آزاد رہے تو قانون صحیح تر بھی گا اور ترقی پذیر بھی۔ ادھر پاکستان میں صورت حال یہ ہے کہ قانون بنانے کی ذمہ داری پارلیمنٹ کو حاصل ہے پارلیمنٹ کے ارکان جس شہرت کے مالک ہیں وہ ہمارے لئے باعث شرم ہیں اس کے باوجود مروجہ قانون کو Bulldoze کرنے کے لئے صدر کی Ordinance Factory جاری ہے اسلام نے کسی طرز حکومت کو تجویز نہیں کیا ہے صرف قانون طے کردیا اور اصول بنادیا۔ عدلیہ کی آزادی کا ماڈرن نظریہ اسلام کے بنیادی اصولوں سے مطابقت نہیں رکھتا ہمارے لئے لازم ہے کہ ہم ایسے افراد کو منصب کے عہدہ پر فائز کریں جو امین ہو' صادق ہو اور صاحب علم ہو۔ ملک میں کوئی بھی طرز حکومت ہو اس کے سربراہ کو چیف جسٹس مقرر کرنے کا اختیار ہو جس سے پہلے عوام کے منتخب نمائندے کھل کر اظہار کریں تاکہ عوام عدلیہ کی سربراہ سے مکمل طور پر واقف ہوجائیں اسی طرح باقی ججوں کی تعیناتی کا عمل چیف جسٹس کے مشورے سے ہو اور اس میں ریاست کے کسی کارندہ کا عمل دخل نہیں ہو۔ جج کی تعیناتی کے بعد کم از کم دو سال تک انہی اسلامی فقہ اور دیگر علوم کے مطالعہ سے عمل سے گزارا جائے اس دوران انہیں کسی قسم کے مقدمات سننے کا اختیار حاصل نہ ہو اس کے بعد جج جو فیصلہ سنائے ان پر تنقید کرنے کا حق حاصل ہو اس طرح توہین عدالت کے قانون کو غیرموثر قرار دیا جائے کیونکہ بحث اور اعتراض کرنے سے قانون صحیح تر اور ترقی پذیر ہوتا ہے عدالتوں کو ظاہری شان و شوکت سے آزاد کرنا چاہئے کیونکہ اس سے تکبر کا پہلو نکلتا ہے اور Face Value کی وباء سر اٹھاتی ہے جو انصاف کی قاتل ہے عدالت میں ہر شخص چاہے وہ کسی مرتبہ کا ہو پیش ہونا فخر محسوس کرے نہ کہ انہیں عدالت میں حاضر نہ ہونے کا استحقاق حاصل ہو عدالت کے جج پر لازم ہو کہ تکنیکی بنیاد پر فیصلے کرکے انصاف کا خون نہ کرے داد رسی کا سلسلہ آسان ہونا چاہئے حدت کا قانون ختم ہونا چاہئے برطانوی طرز عدل کے ضابطے ختم کردیئے جائیں ایسے تمام قوانین کو سہل بنایا جائے جن کی زد میں اگر فرد اپنی حق ملکیت سے محروم ہوجاتا ہے جس کی مثال زمین کا حصول برائے حکومتی ضرورت ہے۔ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کی تعمیر سے پہلے زمین خریدی تھی منصف کا کام نازک اور پیچیدہ ہوتا ہے قیامت کی دن بھی اسے قضا کی ذمہ داریوں کا جواب دینا ہوگا عدل گیری کا کام اللہ کے رسولؐ انبیاء اور خلفاء راشدینؓ بھی کرتے تھے لہٰذا اہل بندوں کو اس کام سے انکار نہیں کرنا چاہئے اور نااہل بندوں کو اس کام کے لئے مقرر نہیں کرنا چاہئے نبی کریمؐ کا فرمان ہے کہ "حاکم عادل کا ایک دن زاہد کے ستر سالہ عبادت سے بہتر ہے"۔

ہمارے نظام عدل میں بھی باوجود گونہ گوں خرابیوں کے ایسے ججوں کی کمی نہیں ہے جو حق و انصاف کی خاطر بڑے سے بڑے نقصان کو خاطر میں نہیں لائے اور ایسے وکلاء بھی میدان میں ڈٹے ہوئے ہیں جو دستور اور قانون کے تحفظ کا عہد کرنے والے ادارے کے سامنے بلاخوف خطر ڈٹ جاتے ہیں اور یہ امید پھر سے قوی ہوجاتی کہ وہ وقت ضرور آئے جب ایسی عدلیہ آزاد ہوگی جو بلاخوف خطر قانون اور دستور کے مطابق عمل کرے گی بلکہ قانون اور دستور کو اسلام کے مطابق ڈھالنے پر حکومت وقت کو مجبور کردے گی۔

جج اور وکیل کو انصاف کی گاڑی کے دو پہیوں سے تشبیہ دی جاتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر پہیئے یکساں رہیں گے تو انصاف کی گاڑی متوازن طریقے سے رواں دواں رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے جھوٹ کو ناپسند فرماتا ہے اور راست گو افراد کے لئے اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے یہ جج اور وکیل دونوں پر لاگو ہے عادل جج پابند ہے کہ فیصلہ کرتے ہوئے

باقی صفحہ ۲۳ پر

آزادی کی حمد و ستائش

حکیم محمد سعید

جائزہ تاریخ

اس کرہ ارض پر مختلف اور متعدد اقوام و ملل آباد ہیں۔ کب سے آباد ہیں' یہ ہم میں سے کوئی صحیح نہیں جانتا۔ کب تک آباد و قائم رہیں گی؟ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ فیصلہ غیب کا ہے۔ ان اقوام و ملل کی بہرحال ایک تاریخ ہے۔ یہ انسانی تاریخ کیا ہے؟ اس سوال کا جواب اگر یہ دیا جائے تو بجا ہوگا اور درست' کہ اقوام و ملل نے اپنے ہر دور میں اور پورے تسلسل کے ساتھ اپنی آزادی اور اپنی حریت فکر کے لئے جو جدوجہد کی ہے انسانی تاریخ اس کی ایک داستان مسلسل ہے۔ انسانی تاریخ کے آپ کسی بھی دور میں چلے جایئے' یہ دور غاروں کا دور ہو یا جھونپڑیوں یا محلات کا' کاغذ کا دور ہو یا دھاتوں یا پتھروں کا' آپ دیکھیں گے کہ ہر دور میں انسانی تمدن کے انداز بدلے ہیں' ثقافت کے نئے نئے نقشے قائم ہوئے ہیں' تہذیب اور معاشرت و معیشت کے لئے نئے رنگ قائم ہوئے ہیں' خیالات میں انقلابات آئے ہیں۔ اس کے باوجود تاریخ انسانی کے ہر دور میں ایک قدر مشترک ہر قوم و ملت میں رہی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تضادات و تباین کے باوجود اور اختلاف و تنوع کے باوصف انسانی شعور نے جب سے آنکھ کھولی ہے اس نے ہمیشہ اور ہر حال میں اور ہمہ وقت آزادی کی حمد و ستائش کی ہے اور اپنی آزادی کو قائم اور باقی رکھنے کی جہد مسلسل اور سعی کامل کی ہے۔ اسی جہد مسلسل اور سعی کامل کا نام تاریخ انسانی ہے۔

ہندوستان میں جب تحریک آزادی نے جنم لیا اور برطانوی استعمار کے خلاف اہل وطن اور بالخصوص اہل اسلام جب صف آراء ہوئے اور سینہ سپر تو اس وقت تحریک آزادی کا مفہوم و منتہا اور مقصود یہ تھا کہ برطانوی استعمار اور انگریز کی طاقت کو پاش پاش کردیا جائے اور اس کی جگہ اپنی حکومت قائم کی جائے۔

روشنی' قرآن حکیم

اس تحریک میں برصغیر کی تمام قومیں شریک تھیں۔ اس موقع پر شاعر مشرق حکیم الامت علامہ اقبال" نے مسلمانوں کی رہنمائی قرآن کی روشنی میں کی۔ علامہ اقبال" نے مغرب کے جمہوری نظام کو اسلام کے خلاف سازش قرار دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ مغرب کا جمہوری نظام' استبداد و ملوکیت کی ایک نقاب پوش شکل ہے' اس میں نوع انسانی کبھی آزادی سے ہمکنار نہیں ہو سکتی۔ دوسرے یہ کہ مغربی انداز فکر اور مغربی نظام جمہوریت اسلام کی ضد ہے' اس لئے اس میں انسان کو وہ آزادی میسر نہیں آسکتی کہ جو اسے اسلام عطا کرتا ہے۔ اس مغربی نظام جمہوریت نے اور اشتراکیت نے یہ آوازہ بلند کیا کہ اقتدار کا سرچشمہ عوام ہیں' انہی کو حق حکومت پہنچتا ہے۔ مگر قرآن کریم اس مفروضے کو باطل قرار دیتا ہے۔ قرآن کے نزدیک کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ دوسرے انسانوں کو اپنا محکوم بنائے۔ اس صورت حال میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حق حکومت اگر کسی انسان کو حاصل نہیں ہے تو پھر یہ حق کسے حاصل ہے؟

قرآن انسانوں کی تمدنی زندگی کے لئے نظام حکومت کو ضروری قرار دیتا ہے' لیکن اس کا کہنا ہے کہ حکومت کا حق صرف اللہ کو حاصل ہے:

ان الحکم الا للّٰہ (۔ الانعام ۵۷)

وہ اپنے حق میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

لا یشرک فی حکمہ احدا (۔ الکہف)

اس اساس پر اور اس بناء پر:

امر الا تعبدوا الا اللّٰہ ایاہ (۔ الیوسف)

اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی محکومیت اختیار نہ کی جائے۔

ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون (۔ الیوسف)

یہی محکم نظام حیات ہے' لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے اور وہ انسانی حکومتوں کی ہیئت بدل کر مطمئن ہو جاتے ہیں کہ ہم نے غلامی کی زنجیریں کاٹ دی ہیں اور آزادی کا سانس لے لیا ہے۔

قرآن واضح الفاظ میں اور ذرہ برابر کسی ابہام کے بغیر کہتا ہے کہ حکومت' اللہ کی کتاب یعنی قرآن حکیم کے ذریعہ سے قائم ہوگی جس میں کسی انسان کو دخل نہ ہوگا' کیونکہ اللہ اپنے اختیارات کسی کو تفویض نہیں کرتا۔ اس حقیقت کی توضیح کے لئے خود زبان نبی کریم ﷺ سے کہلوایا گیا:

افغیر اللّٰہ ابتغی حکما وھوالذی انزال الیکم الکتاب مفصلا (۔ الانعام)

(ترجمہ) "کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ اللہ کے سوا کسی اور حاکم کی طلب و جستجو کرو' حالانکہ اس نے اپنی کتاب نازل کردی ہے کہ جو مفصل ہے"۔ برصغیر کے مسلمان تحریک آزادی میں شریک ہوئے اور

اس جدوجہد آزادی میں اس نظریہ اساسی کے ساتھ متحد و متحرک ہوئے کہ وہ پاکستان قائم کریں گے جہاں قرآن کی حکومت قائم ہوگی اور اللہ کا قانون نافذ ہوگا۔ ان کے پاس جذبہ صادق تھا' ان کا ایمان کامل تھا اور ان کا یقین محکم۔ دنیا کی ہر بڑی طاقت مسلمانان برصغیر کے جوش ایمانی کے سامنے زیر ہوگئی اور غیر ملکی استعمار نے ہار مان لی۔

حکومت قرآن حکیم

برادران وطن ایہ عجیب اور حیرت انگیز حقیقت ہے اور کرشمہ الٰہی ہے کہ پاکستان ٹھیک اس دن عالم وجود میں آیا اور منصہ شہود پر جلوہ گر ہوا کہ ۲۷ رمضان المبارک تھی' یوم نزول قرآن تھا! بے شک یہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا' یہ نظام الٰہی تھا کہ پاکستان ایسے دن قائم ہوا کہ جو تمام عالم اسلام کے نزدیک مبارک و متبرک ہے' اور جس کے عظمت و تقدس پر سارا عالم اسلام متفق و متحد ہے۔ درحقیقت یہ بڑا اہم فیصلہ تھا' کیونکہ مشائے الٰہی یہی تھا کہ پاکستان قائم ہو اور اس میں حکومت قرآن قائم ہو۔

۲۷ رمضان المبارک یوم نزول قرآن ہے۔ اس یوم مبارک کے بارے میں قول فیصل ہے اور حرف آخر کہ اسلام اور عالم اسلام کے لئے یہ تاریخ ساز دن ہے۔ اس دن قرآن کریم نازل ہوا' اور اس لئے نازل ہوا کہ اس کرہ ارض کی ہر تاریکی کو روشنی سے منور کردے' اور ہر باطل کو مٹا کر حق کو قائم کردے اور اس کرہ ارض پر اللہ کے قانون کی حکمرانی ہو۔ اس بات میں قرآن کے احکامات واضح ہیں اور بین۔ سورہ مائدہ میں ارشاد ربانی ہے:

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکفرون (۔المائدہ)

یعنی : جو لوگ کتاب اللہ کے مطابق حکومت قائم نہیں کرتے وہی کافر ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی رسول اللہ سے فرمایا گیا:

وان احکم بینھم بما انزل اللہ (۔المائدہ)

یعنی : ان میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلے کرو

قرآن کریم میں اللہ کے سوا ہر طاقت کو طاغوت کہا گیا ہے' اور کفر اور ایمان کے اس فرق کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

فمن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ لا انفصام لھا (۔البقرہ)

یعنی : "جو اللہ پر ایمان لایا اور اس نے طاغوت سے کفر برتا تو اس نے ایسا محکم سررشتہ تھام لیا جو کبھی نہیں ٹوٹ سکتا"

اس ارشاد باری تعالیٰ کی روشنی میں ہمیں یہ غور کرنا چاہئے کہ وہ لوگ کہ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ کتاب اللہ پر ایمان لائے لیکن عملاً" ان کا حال یہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ

ان یتحاکموا الی الطاغوت (۔النساء)

اپنے مسائل اور معاملات کے فیصلہ طاغوت سے کرائیں۔ یہود و نصاریٰ سے کرائیں۔ حالانکہ انہیں حکم دیا گیا کہ وہ طاغوت سے کفر برتیں۔ یہود دوست مسلم ہرگز نہیں ہو سکتا خواہ وہ عورت ہو کہ مرد!

لاریب ایسے لوگ صحیح راہ پر نہیں ہیں۔ وہ ایک سانس میں اللہ کے قانون کی بات کرتے ہیں مگر دوسرے سانس میں اس کی نفی کرتے ہیں۔ ان کا قلب و ایمان متزلزل ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ:

وتمت کلمہ ربک صدقا وعدلا" مبدل لکلمتہ (۔الانعام)

اللہ کے کلمات (قوانین الٰہی) صدق و عدل کے ساتھ مکمل ہوگئے۔ قوانین غیر متبدل ہیں

پاکستان ——— نور قرآن

۲۷ رمضان المبارک کو پاکستان قائم ہوا تھا' عالم وجود میں آیا تھا۔ اس کی حیثیت تاریکی میں نور کی ہے۔ دراصل یہ تاریخ صرف روحانی اہمیت نہیں رکھتی بلکہ ہمارے لئے خاص طور پر سیاسی اہمیت بھی رکھتی ہے۔ ہم اس تاریخ کی برکتوں کا مشاہدہ اپنی مادی آنکھوں سے بھی کرچکے ہیں۔ ہم نے دعا کی قبولیت کا اثر دیکھا ہے' ہم نے قوم کی تقدیر کو سنورتے دیکھا ہے' ہم نے غلامی کی زنجیروں کو کٹ کر بکھرتے دیکھا ہے۔ یہی وہ شب ہے جس کی برکت و تقدیس صرف ہم سے نہیں بلکہ ساری دنیا سے اس کا تقاضا کرتی ہے کہ ہم اسے یوم استقلال قرار دیں' اس لئے کہ قرآن کریم نے اپنے نزول کے بعد ساری دنیا کے انسانوں کے لئے آزادی کا اعلان کیا' اور جہاں تک امت مسلمہ کا تعلق ہے اس کتاب مقدس کا معاملہ کرم بالائے کرم کا ہے' اس لئے کہ اسی کے قانون کے نفاذ کے وعدے کے بعد ہمیں ایک بار پھر نیابت و امامت کے منصب کی تفویض کی گئی۔

ہمارا فرض صرف یہی نہیں ہے کہ ہم ستائیسویں رمضان المبارک کو یوم استقلال سمجھ لیں' اور نزول قرآن کا جشن منا کر مطمئن ہوجائیں۔ ہمیں اپنی راہ منزل کا جائزہ لینا ہے اور غور کرنا ہے کہ ہم نے نیابت کا حق کہاں تک ادا کیا؟ کیونکہ یہ ایمان کا تقاضا ہے کہ ہم اپنے عہد کی تکمیل کے لئے سر دھڑ کی بازی لگادیں۔ ۲۷ رمضان کی مبارک شب' اس کتاب مقدس کے نزول کا جشن اپنی آزادی کی جدوجہد کی کامیابی کی تاریخ کے ساتھ ہمارے اس عہد کی تجدید کا بھی ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہم اس کو اسلامی مملکت بنانے کے لئے اپنے ساری توانائیاں صرف کریں۔ یہ فیصلہ ہوچکا ہے کہ پاکستان میں اقتدار اعلیٰ قرآن مجید کو حاصل ہوگا' مملکت پاکستان کو قرآنی احکام کے نفاذ کی ذمہ داریاں پوری رکھنے کی راہ

پر گامزن ہوتا ہے۔ لیکن اس کتاب مقدس کے نزول کی مبارک شب ہر فرد سے یہ تقاضا کرتی ہے کہ وہ اس کے اقتدار کے لئے اپنا اپنا کردار ادا کرے۔ اگر ہم واقعی اسے اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت سمجھتے ہیں تو ہمیں اس کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے جلد سے جلد وہ معاشرہ اور نظام حکومت قائم کر دینا چاہئے کہ جس میں کسی کا استحصال نہیں ہوتا' کسی پر کسی کی بالادستی نہیں ہوتی اور انسانیت گروہوں اور فرقوں میں بٹ کر رسواء نہیں ہوتی۔ یہی اس کتاب مقدس کا حق ہے۔

تقاضائے حق و انصاف یہ ہے کہ ہم پاکستان میں آج اپنے حالات کا دیانتدارانہ جائزہ لیں۔ اگر ہمارا ضمیر اس کی گواہی دے کہ راہ اسلام میں ہمارے اٹھنے والے قدم ہر لرزاں ہیں اور نفاذ شریعت اسلامی کے لئے جدوجہد میں ہماری فکری و عملی کوتاہیاں موجود ہیں اور ہمارے قلب و نظر حالات حاضرہ کا صحیح جائزہ اور پیش آمدہ مسائل کا صحیح ادراک و احساس نہیں کر رہے ہیں تو لازم ہے کہ ہم اپنی کوتاہیوں کو سمجھیں اور اپنے ضمیر کی آواز کو سنیں۔ آواز اسلام اپنے جلو میں شدید و کثیر ذمہ داریاں لاتا ہے۔ اگر ان شدید کثیر ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں ہم نے فکر و عمل کی کوئی کوتاہی اور دیانت و ذہانت کی کوئی لغزش کی تو باور کرنا چاہئے کہ اس کی سزا دینے کے لئے قدرت کے ہاتھ نہایت مضبوط ہیں' اور اس حقیقت سے بھی صرف نظر نہیں کرنا چاہئے کہ پاکستان میں انقلاب اسلامی کی خاکم بدہن ناکامی کی صورت میں بڑے دور رس اور انتہائی المناک نتائج بر آمد ہوں گے۔

اچھا ہے کہ ہم ماہ رمضان کی ہر مقدس و مبارک شب میں اپنے کم از کم پچاس سالہ ماضی کا حقیقت پسندانہ اور دیانت دارانہ جائزہ لیں اور کتاب الٰہی کے نور سے اپنے ضمیر کو روشن کرنے کا سامان کریں۔ اور جو انحراف و روگردانی کریں گے وہ ناکام و نامراد ہوں گے اور ذلت و رسوائی ان کی تقدیر ہوگی۔

آج کہ جب ہم نزول قرآن کا جشن منا رہے ہیں اور شب قدر کی برکتوں کے لئے بارگاہ خداوندی میں ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں' ہمیں اپنا احتساب کر لینا چاہئے کہ کیا ہم نے پاکستان کو ایسا بنایا ہے جس کی تصویر ۲۷ رمضان ۱۳۶۶ھ کو ہمارے دلوں میں تھی؟ اگر نہیں تو پھر آیئے! اور عہد کیجئے کہ ہم اس مملکت خداداد کی تقدیر سے ان لوگوں کو کھیلنے نہ دیں گے جو گزشتہ پچاس سال سے پاکستان میں قرآن کی حکومت نہیں چاہتے۔ بلکہ ہم جلد سے جلد پاکستان میں وہ حکومت قائم کر کے دم لیں گے' جس کے لئے پاکستان حاصل کیا گیا تھا۔ اس سمت میں ہمارا جو قدم اٹھے گا وہ ہی لیلۃ القدر کی برکتوں سے استفادے کا زندہ جاوید ثبوت ہوگا۔

○

جبار کارپٹس

ڈیلرز

زینت کارپٹ • مون لائٹ • پاک پنجاب کارپٹ
یونائیٹڈ کارپٹ • وینس کارپٹ • اولمپیا کارپٹ

PH: 6646888 - 6647655
FAX: 092-21-521503

مساجد کیلئے خاص رعایت

سی۔ این آر ایونیو نزد جوہری پوسٹ آفس بلاک جی
برکات حیدری نارتھ ناظم آباد

قسط نمبر ۵

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام

مولانا محمد اشرف کھوکھر

۳۔ وفات عیسیٰ علیہ السلام کو ثابت کرنے کے لئے شیخ نصیر احمد صاحب کی پیش کردہ تیسری آیت اور جواب:

شیخ صاحب اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۹ پر آیت **فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم**(۔ سورۃ مائدہ ۱۱۹) نقل کرتے ہیں اب ان کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔ "یعنی جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان پر نگہبان تھا"۔ اور صحیح ترجمہ یوں ہے۔ " یعنی جب تو نے مجھے بہ تمامہ بھرپور لے لیا یعنی ان سے علیحدہ کرکے آسمان پر اٹھالیا تھا اس وقت آپ نگہبان تھے"۔ تفسیر کبیر میں صفحہ ۱۲۷ ج ۳ پر ہے **فلما توفیتنی المراد به وفاة الرفع الی السماء کما فی قوله تعالیٰ انی متوفیک ورافعک الی** اور تفسیر ابی السعود ص ۱۴۱ ج۔۳ پر ہے **فلما توفیتنی بالرفع الی السماء کما فی قوله تعالیٰ انی متوفیک ورافعک فان توفی اخذ الشیئی وفیا" والموت نوع منه** جامع البیان برحاشیہ جلالین ص ۸۷ میں ہے **فلما توفیتنی بالرفع الی السماء والتوفی اخذ الشیئی وافیا"** تفسیر خازن ص ۵۴۲ ج۔۱ پر لفظ مذکورہ کا مطلب یعنی **فلماء رفعتنی فالمراد به وفاة الرفع لاوفات الموت** ہے۔ تفسیر روح المعانی ص ۲۱۳ ج۔۲ پر **فلما توفتنی ای قبضتنی بالرفع الی السماء کمایقال توفیت المال اذا قبضته** تفسیر فتح البیان ص ۱۴۳ ج۔۳ میں ہے **انما المعنی فلما رفعتنی الی السماء واخذتنی وافیا بالرفع** تفسیر معالم التنزیل ص ۸۔۳ ج۔۱ اور تفسیر مدارک ص ۲۴۲ ج۔۱ اور تفسیر بیضاوی ص ۲۷۷ ج۔۱ مطبوعہ دہلی اور تفسیر درمنثور میں بھی اسی طرح ہے سب کا مطلب یہ ہے کہ توفی کے معنی بہ تمامہ بھرپور لینے کے ہیں اور توفیت المال عرب کا محاورہ مشہور ہے اور **توفیتنی** کے معنی یہ ہیں کہ جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھا کر بہ تمامہ بھرپور لے لیا تھا جیسا کہ **انی متوفیک ورافعک الی** سے ثابت ہوچکا اور **توفی مادمت فیھم** کے مقابلے میں ہے یعنی موجودگی کے مقابلے میں عدم موجودگی کے معنی میں ہے اسی لئے **مادمت حیا**" نہیں فرمایا لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام کا اپنی امت میں موجود نہ ہونے کی دونوں صورتوں کو شامل ہے یعنی بعد رفع کے بھی اور بعد موت کے بھی یعنی میری عدم موجودگی میں تو ہی نگہبان تھا اور اسی طرح **مادمت فیھم** یعنی ان کا موجود ہونا قبل رفع اور بعد نزول دونوں کو شامل ہے۔

ناظرین! شیخ صاحب صفحہ ۱۸ پر ازالہ اوہام طبع اول ص ۶۰۲۔۶۰۰ کی عبارت نقل کرکے لکھتے ہیں کہ قال کا صیغہ ماضی کا ہے اور اس کے اول اذ موجود ہے جو خاص واسطے ماضی کے آتا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا ایک قصہ تھا نہ زمانہ استقبال کا اور پھر ایسا ہی جو جواب حضرت عیسیٰ کی طرف سے ہے یعنی **فلما توفیتنی** وہ بھی بصیغہ ماضی ہے اس سے پہلے شیخ صاحب نقل کرتے ہیں تعجب ہے اس قدر تاویلات رکیکہ کرنے سے ذرا بھی شرم نہیں کرتے۔ ناظرین! اس آیت میں مرزائی کس قدر کس شدومد کے ساتھ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ قصہ ماضی ہے اور علماء ربانی کو شرم دلاتے ہیں لیکن شیخ صاحب سے اگر پوچھا جائے کہ مرزا صاحب نے خود اس آیت کی نسبت بڑے شدومد کے ساتھ یہ دعویٰ کردیا کہ یہ مضارع کے معنی میں ہے اور قیامت کا واقعہ ہے چنانچہ مرزا صاحب کی اس وحی پر اعتراض ہو **عفت الدیار محلھا ومقامھا** کہ یہ مصرع لبید کا ہے اس نے گزشتہ زمانہ کی خبر دی ہے کہ خاص خاص مقام ویران ہوگئے اس کا جواب ضمیمہ براہین حصہ پنجم میں تحریر فرماتے ہیں "جس شخص نے کافیہ یا ہدایۃ النحو بھی پڑھی ہوگی وہ خوب جانتا ہے کہ ماضی مضارع کے معنی پر بھی آجاتی ہے بلکہ ایسے مقامات میں جبکہ آنے والا واقعہ متکلم کی نگاہ میں یقینی الوقوع ہو۔ مضارع کو ماضی کے صیغہ پر لاتے ہیں تاکہ اس امر کا یقینی الوقوع ہونا ظاہر ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ونفخ فی الصور واذ قال اللّٰه یعیسی بن مریم انت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون اللّٰه ---ولو تری اذ وقفو علی ربھم** وغیرہ اب معترض فرمائیں کہ کیا قرآنی آیات ماضی کے صیغہ ہیں یا مضارع کے اور اگر ماضی کے صیغہ ہیں تو ان کے معنی اس جگہ مضارع کے ہیں یا ماضی کے جھوٹ بولنے کی سزا تو اس قدر کافی ہے کہ آپ کا حملہ صرف میرے پر نہیں بلکہ یہ قرآن پر ہوگیا گویا صرف ونحو آپ کو معلوم ہے خدا کو معلوم نہیں اسی وجہ سے خدا نے جابجا غلطیاں کھائی ہیں اور مضارع کی جگہ ماضی کو لکھ دیا اور حقیقات الوحی ص ۴۱ میں لکھتے ہیں کہ انہی آیات سے ظاہر ہے کہ یہ سوال **انت قلت للناس** حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے دن ہوگا۔ اس کا قرینہ قیامت کا واقعہ ہے **اول یوم یجمع اللّٰه الرسل فیقول ماذا اجبتم**

شروع رکوع ہے دوسرا هذا یوم ینفع الصادقین صدقهم اسی آیت میں ہے اور خود حضور علیہ السلام نے اس کی تفسیر یوں فرمائی:

(ترجمہ) "ابن عساکر نے ابی موسیٰ اشعری سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب قیامت کا دن ہو گا تمام انبیاءؑ اور ان کی امتوں کو پکارا جائے گا پھر عیسیٰؑ کو پکارا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کو یاد دلائیں گے عیسیٰؑ اقرار فرمائیں گے پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا ءانت قلت للناس یعنی کیا تو نے لوگوں سے یہ کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھ کو اور میری ماں کو معبود بناؤ حضرت عیسیٰؑ انکار فرمائیں گے کہ میں نے ہرگز ایسا نہیں کیا"۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۳۵ ج۔۳)

لہٰذا گزشتہ بحث سے نزول عیسیٰ سے اس وجہ تعلق ہے کہ آیت **وکنت علیهم شهیدا مادمت فیهم** یعنی میں ان کے اعمال واقوال سنتا رہا جب تک ان کے بیچ رہا سے صاف ثابت ہے کہ شاہد کا اس جماعت میں ہونا ضروری ہے جس پر اس نے شہادت دینی ہو پس جب آیت **وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ویوم القیامة یکون علیهم شهیدا** "یعنی نہیں ہو گا کوئی اہل کتاب میں سے مگر ایمان لے آئے گا عیسیٰؑ پر پیشتر عیسیٰؑ کی موت کے اور حضرت عیسیٰؑ قیامت کے دن ان پر شاہد ہوں گے"۔ سے ان اہل کتاب پر جو زمانہ آخر میں ہوں گے اور حضرت عیسیٰؑ پر سچا ایمان لے آئیں گے۔ بروز قیامت حضرت عیسیٰؑ کی شہادت سے ثابت ہے تو معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اخیر زمانہ کے لوگوں میں آئیں گے۔ لہٰذا شیخ نصیر احمد صاحب کا مقصد وفات مسیح ثابت کرنا پورا نہ ہو سکا۔

چوتھی آیت:

شیخ نصیر احمد صاحب نے اپنا مدعا بیان کرنے کے لئے چوتھی آیت **وان من اهل الکتب الا لیؤمنن به قبل موته** (سورہ نساء) کو صفحہ ۲۰ پر نقل کیا اور اس کا ترجمہ توڑ مروڑ کر وفات مسیح ثابت کرنے کی کوشش کی اور جمہور امت کے خلاف مذکورہ آیت کو اپنے مدعا کے ثبوت میں قادیاں کے دہقان زادے سے پیچھے نہ رہے حالانکہ مذکورہ بالا آیت میں حضرت عیسیٰؑ کی موت قبل النزول کا واقع ہونا قطعاً مذکور نہیں بلکہ اس کے برعکس آپؑ کے زندہ ہونے کا صاف ثبوت ہے صحیح ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

"اور کوئی اہل کتاب نہیں مگر البتہ ضرور ایمان لائیں گے عیسیٰ پر عیسیٰ کی موت سے پہلے" اور آگے ہے **ویوم القیامة یکون علیهم شهیدا**" (سورہ النساء ع۔۲) (ترجمہ) "اور قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے"

ناظرین! سورۃ النساء کے اسی دوسرے رکوع میں سات آٹھ ضمیریں پے درپے عیسیٰؑ کی طرف راجع ہیں بہ اور موته کی ضمائر بھی عیسیٰؑ کی طرف راجع ہیں۔ حضرت ابی ہریرۃؓ کی حدیث میں قبل موته کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع فرمائی گئی ہے جو مرفوع بھی ہے:

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ یوشک ان ینزل فیکم ابن مریم عدلا یقتل الدجال ویقتل الخنزیر ویکسر الصلیب ویضع الجنیه ویفیض المال حتی یوکن السجدة واحده للہ رب العلمین واقراء ان شئتم وان من اهل الکتب الا لیؤمنن به قبل موته (الخ) ثم یعیدها ابو ہریرۃ ثلث مرات

تفسیر ابن کثیر ص ۳۳۴۔۳۳۵ ج۔۳، درمنثور ص ۲۴۲ ج۔۲)(ترجمہ) "ابو ہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں ابن مریم خلیفہ اور امیر عادل ہو کر نازل ہوں گے، دجال کو قتل کریں گے اور خنزیر کے قتل کا اور صلیب کے توڑنے کا حکم دیں گے اور جزیہ کو موقوف کر دیں گے اور مال کو بہا دیں گے یہاں تک کہ ایک سجدہ اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہو جائے گا" اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو **وان من اهل الکتب الا لیؤمنن به قبل موته** یعنی ہر اہل کتاب عیسیٰؑ پر ان کی موت سے پہلے ایمان لائے گا۔ پھر ابو ہریرۃؓ اس کو تین دفعہ دہراتے تھے۔ یہ حدیث صاف بتلا رہی ہے کہ خود حضور اکرم ﷺ نے حدیث نزول عیسیٰؑ فرمانے کے بعد استشہاداً" یہ آیت تلاوت فرمائی ہے پھر اس کو ابو ہریرۃؓ بھی دہراتے تھے اور بخاری اور مسلم وغیرہ کی روایتوں میں یہ لفظ جن میں ابو ہریرۃؓ پر موقوف ہے وہ بھی مرفوع ہی کے حکم میں ہے بلکہ مرفوع ہی ہے کیونکہ امام طحاویؒ نے شرح معانی الآثار ص ۱۱ ج۔۱ میں ابن سیرینؒ سے لکھا ہے کہ جب یہ ابو ہریرۃؓ سے حدیث بیان کرتے تو ان سے کسی نے پوچھا کہ کیا نبی اکرم ﷺ سے ابو ہریرۃؓ بیان کرتے ہیں ابن سیرینؒ نے کہا کہ "ابو ہریرۃؓ کی ہر حدیث نبی اکرم ﷺ سے ہے"۔ دوسری حدیث ابوداؤد ص ۲۳۶ ج۔۲ ابو ہریرۃؓ سے مرفوعاً" روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے اور عیسیٰؑ کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا اور تحقیق وہ نازل ہوں گے جب تم ان کو دیکھو پہچان لو اور وہ ایک آدمی متوسط قد سرخ سفید ہوں گے دو چادروں میں نازل ہوں گے گویا کہ سر سے پانی ٹپک رہا ہے اگرچہ تری نے مس نہیں کیا اسلام پر جہاد کریں گے صلیب کو توڑنے اور خنزیر کو قتل کرنے کا حکم دیں گے اور جزیہ کو موقوف کریں گے ان کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ اسلام کے سواء تمام دینوں کو ہلاک کر دے گا اور ان کے زمانہ میں مسیح دجال کو ہلاک کرے گا، چالیس برس زمین میں رہیں گے، پھر وفات ہوگی۔ مسلمان نماز جنازہ پڑھیں گے۔

(باقی آئندہ)

قسط نمبر۲

قادیانیت اسلام کے خلاف ناقابل فراموش بغاوت

امت مسلمہ اچھی طرح جانتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے احادیث مبارکہ میں جس مسیح موعود علیہ السلام کی قرب قیامت میں آنے کی پیشگوئی فرمائی ہے' وہ ہر اعتبار سے اعلیٰ صفات کے مالک ہوں گے' اور نبی کریم ﷺ ہی کی شریعت پر عمل فرمائیں گے' اور عمل کروائیں گے۔ جبکہ مرزا قادیانی موصوف نے "اسلامی جہاد" کو منسوخ کرنے کی ناکام کوشش کی' لہٰذا مرزا قادیانی ہرگز وہ "مسیح موعود" نہیں ہے جس کی پیشنگوئی آپ ﷺ نے فرمائی ہے۔

ایک اور جگہ امت مسلمہ کو فریب اور دھوکا دینے کے لئے مرزا قادیانی اپنے بارے میں لکھتا ہے:

" اس طرح پر میں خدا کی کتاب میں عیسیٰ بن مریم کہلایا' چونکہ مریم ایک امتی فرد ہے' اور عیسیٰ ایک نبی ہے پس میرا نام مریم اور عیسیٰ رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی"۔ ضمیمہ براہین پنجم ص ۱۸۹' از مباحثہ راولپنڈی (۲)

ایک اور مقام پر مرزا قادیانی جھوٹی قسم کھا کر کہتا ہے:

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے' اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے' اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے' اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے' جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں"۔ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸)

مرزا صاحب کے نبی اور "مسیح موعود" ہونے کی تصدیق کے لئے بڑے بڑے "نشان" تو کیا ظاہر ہوتے' حال تو یہ رہا کہ مرزا صاحب نے اپنی زندگی میں جو بھی پیشگوئی خود اپنے بارے میں کی' اس میں مرزا قادیانی موصوف جھوٹے نکلے۔ ظاہر ہے کہ "جھوٹے نبی" کی پیشگوئیاں بھی جھوٹی ہی ہوں گی۔ چنانچہ مرزا قادیانی جیسے جھوٹے "مسیح موعود" کے لئے بائبل میں متی کی انجیل کے حوالے سے عیسیٰ (یسوع مسیح) کا یہ ارشاد موجود ہے:

"یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ خبردار! کوئی تم کو گمراہ نہ کردے۔ کیونکہ بتیرے میرے

محترم خالد محمود (سابق ایم ایل اے)

ہو چکے ہیں اور نہ معلوم اور کتنے ہوں گے"

اور اس سوال کو نقل کرنے کے بعد حضرت مفتی صاحب رحمتہ اللہ علیہ اس کا جواب بھی فتح الباری شرح بخاری کے حوالے سے حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ کی زبانی نقل کرتے ہیں:

چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری شرح بخاری میں اس سوال کو حل کرتے ہوئے فرمایا ہے:

وليس المراد بالحديث من ادعى النبوة مطلقاً" فانهم لايحصون كثرة لكون غالبهم ينشاء لهم ذلك عن جنون و سوداء وانما المراد من قامت له الشوكة

(فتح صفحہ ۴۵۵ جلد ۶)

"اور ہر مدعی نبوت مطلقاً" اس حدیث میں مراد نہیں' اس لئے کہ آپ ﷺ کے بعد مدعی نبوت تو بے شمار ہوئے ہیں' کیونکہ یہ بے بنیاد دعویٰ عموماً" جنون یا سوداویت سے پیدا ہوتے ہیں' بلکہ اس حدیث میں جن تیس دجالوں کا ذکر ہے وہ وہی ہیں جن کی شوکت قائم ہو جائے اور جن کا مذہب مانا جائے اور جن کے متبع زیادہ ہو جائیں۔"

حافظ کی اس عبارت سے جس طرح مذکورۃ الصدر سوال کا شافی جواب معلوم ہو گیا کہ اگرچہ مدعی نبوت سبھی کذاب ہیں' مگر حدیث میں ۳۰ کے عدد سے وہ مدعی نبوت مراد ہیں جن کی شوکت و حشمت قائم ہو جائے' اور ان کے ماننے والوں کی کوئی جماعت پیدا ہو جائے' اسی طرح دو اور فائدے معلوم ہوئے۔

اول یہ کہ اس قسم کے دعوائے نبوت عموماً" جنون یا سوداویت کا کرشمہ ہوتے ہیں۔

دوم یہ کہ کسی مدعی نبوت کی شوکت و حشمت کا قائم ہو جانا یا اس کے مذہب کا رواج پانا اور اس کے متبعین کا زیادہ ہو جانا یہ اس کی سچائی یا حقانیت کی دلیل نہیں ہو سکتی' ہاں اس کی دلیل ہوتی ہے کہ کوئی معمولی متنبی نہیں ہے' بلکہ ان ہی تیس دجالوں کی فہرست میں کا ایک نمبری جھوٹا ہے جن کا ذکر حدیث نام سے آئیں گے اور کہیں گے میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے"۔ (متی باب ۲۴ آیت ۴-۵)

اسی طرح ایک اور مقام پر عیسیٰ (یسوع مسیح) "جھوٹے نبیوں" کے بارے میں فرماتے ہیں:

" جھوٹے نبیوں سے خبردار ہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے ہیں مگر باطن میں

پھاڑنے والے بھیڑیے ہیں۔ ان کے پھلوں سے تم ان کو پہچان لوگے۔ کیا جھاڑیوں سے انگور یا اونٹ کٹاروں سے انجیر توڑتے ہیں؟ اسی طرح ہر ایک اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے اور برا درخت برا پھل لاتا ہے۔ اچھا درخت برا پھل نہیں لاسکتا نہ برا درخت اچھا پھل لاسکتا ہے۔ جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ پس ان کے پھلوں سے تم ان کو پہچان لوگے"۔ (متی باب ۷ آیت ۱۵ تا ۱۹)

اور بائبل کے ان مذکورہ بالا حوالوں سے کہیں زیادہ مضبوط وہ احادیث مبارکہ ہیں جس میں نبی کریم ﷺ نے جھوٹے "مدعی نبوت" کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا:

"حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ اس سے پہلے یہ علامات نہ ہوچکے کہ دو جماعتوں میں جنگ عظیم رونما ہو، حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہو اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتی جب تک کہ تقریباً ۳۰ دجال کذاب دنیا میں نہ آچکیں جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ روایت کیا اس کو امام بخاریؒ اور مسلم اور امام احمدؒ نے"۔ (۴)

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمتہ اللہ علیہ عوام الناس کے افادہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک سوال کرتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:

"اس جگہ پر یہ سوال ہوتا ہے کہ اگر ہر مدعی نبوت دجال و کذاب ہے تو پھر تیس کا عدد صادق نہیں آتا کیونکہ مدعی نبوت تو تیس سے بہت زیادہ میں آیا ہے۔

اب مرزا صاحب کا اپنے مریدین کی کثرت یا مذہب کے رواج یا لوگوں کے اموال بٹورنے پر فخر کرنا اور اس کو اپنی حقانیت کی دلیل بلکہ معجزہ قرار دینا جس درجہ کی دلیل ہے وہ بھی ظاہر ہوگیا، اور معلوم ہوگیا کہ مرزا صاحب ان تیس دجالوں میں سے بڑا رتبہ رکھتے ہیں، سچ ہے۔

وکان امرا من جند ابلیس فارتقی
به الحال حتی صار ابلیس من جنده

"وہ ابلیس کے لشکر کا ایک آدمی تھا پھر اس کی ترقی ہوگئی یہاں تک کہ ابلیس بھی اس کا ایک لشکری بن گیا"۔ (ختم نبوت، حصہ دوم ص ۲۲۲۔۲۲۳)

اب ہم آتے ہیں ۱۹۰۱ء کے اس دور کی طرف جس میں مرزا قادیانی نے "ظلی و بروزی" تاویلوں کا بھونڈا چکر چلاتے ہوئے "نبوت" کا دعویٰ کیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی کیا کہتا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

"پس جیسا کہ میں نے بار بار بیان کردیا ہے کہ کلام جو میں سناتا ہوں یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے اور میں خدا کا ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے اور ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے گو وہ مسلمان ہے مگر مجھے اپنا حکم نہیں ٹھہراتا اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے وہ آسمان پر قابل مواخذہ ہے کیونکہ جس امر کو اس نے اپنے وقت پر قبول کرنا تھا رد کردیا۔ میں صرف یہ نہیں کہتا کہ میں اگر جھوٹا ہوتا تو ہلاک کیا جاتا بلکہ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ موسیٰ اور عیسیٰ اور داؤد اور آنحضرت ﷺ کی طرح میں سچا ہوں اور میری تصدیق کے لئے خدا نے دس ہزار سے زیادہ نشان دکھلائے ہیں۔ قرآن نے میری گواہی دی ہے پہلے نبیوں نے میرے آنے کا زمانہ متعین کردیا ہے جو یہی زمانہ ہے اور قرآن نے میری گواہی دی ہے اور زمین نے بھی اور کوئی نہیں جو میرے لئے گواہی نہیں دے چکا"۔ (تحفۃ الندوہ صفحہ ۴،۵)

حقیقۃ الوحی، ص ۶۸ پر مرزا قادیانی کہتا ہے:

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے"۔ (ختم نبوت، ص ۲۱، از حضرت مفتی محمد شفیع صاحب)

چشمہ معرفت ص ۳۱۷ پر مرزا قادیانی کہتا ہے:

"خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے، لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں نہیں مانتے"۔ (ختم نبوت، ص ۲۲)

یعنی مرزا قادیانی قسمیں کھا کر بتا رہا ہے کہ موصوف کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے نیز مرزا صاحب جو کلام سناتے ہیں، اس بارے میں ان کا دعویٰ ہے کہ یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے۔ ••

بقیہ : عدلیہ کی آزادی

کسی طرح کی رعایت نہ کرے، کسی فریق یا وکیل کی شخصیت سے متاثر نہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "تحقیق اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے"۔ (سورہ الحجرات آیت ۹) اسی طرح وکیل جس کی قرآن پاک میں ممانعت نہیں ہے پر لازم ہے کہ وہ واقعات اور قانون کو درست طور پر پیش کرے بلاوجہ بحث کو طول نہ دے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "اگر کوئی بسیار گوئی یا زیادہ بحث مباحثہ کرکے کسی کو حق سے محروم کردے گا تو وہ جہنم کا ٹکڑا ہوگا"۔ ان واضح اور روشن اصولوں پر عمل کرکے ہی ہم عدلیہ کی آزادی اور قانون کی حکمرانی کا خواب شرمندہ تعبیر کرسکتے ہیں۔ مفکر پاکستان علامہ محمد اقبالؒ کے اس شعر کے ساتھ آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔

صورت شمشیر ہے دست قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زمان اپنے عمل کا حساب

قسط نمبر ۲

مُرتدین کے خلاف حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اقدام

چنانچہ خلیفہ اول کی اس تقریر کے تیسرے ہی روز انہوں نے مدینہ طیبہ پر حملہ بول دیا' خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے خود کمان کی' دشمن کو شکست فاش ہوئی' خلیفۃ النبی ﷺ نے تعاقب کیا' مقام ذی حسی میں منافقین کا دوسرا بڑا لشکر پروگرام کے مطابق مقابلہ کے لئے تیار تھا' بنو عبس' بنو مرہ' بنو ذبیان' اور بنو کنانہ کے قبائل کے علاوہ طلیحہ اسدی کا بیٹا حبال بھی ایک لشکر لے کر مدد کے لئے پہنچا ہوا تھا' مقابلہ سے پہلے انہوں نے ایک چال چلی جو بظاہر کامیاب رہی کہ مشکیزوں میں ہوا بھر کر پہاڑوں پر سے مسلمان فوج کے اونٹوں کی طرف پھینک دیئے جس پر اونٹ بدک کر بھاگ نکلے اور قابو میں نہ رہ سکے لہٰذا حملہ کامیاب نہ ہو سکا اور بغیر کسی کامیابی کے مدینہ طیبہ واپس لوٹنا پڑا' منافقین اپنی اس بظاہر کامیابی پر بہت خوش ہوئے چنانچہ اس سے حوصلہ پاکر انہوں نے ارد گرد کے ان تمام منافقین کو بھی جمع کر لیا جو لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ سے خوفزدہ ہو کر ہمت ہارے بیٹھے تھے اور اب نوشتہ تقدیر نے اونٹ بدکنے کے واقعہ سے ان کے حوصلوں میں جان ڈال دی تاکہ دل میں ارمانوں کی دنیا بسائے اپنی ہلاکت کے لئے سب یکجا جمع ہو جائیں اور مدینہ طیبہ کا ماحول فساد و بدامنی سے پاک ہو جائے چنانچہ یہ روز مدینہ طیبہ میں از سر نو تیاری میں گزرا اور رات کے آخری حصہ میں خلیفۃ النبی ﷺ کی کمان میں یہ لشکر دشمن پر اس وقت ٹوٹ پڑا جب نشہ شراب میں وہ وہاں جھگڑا ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ اولؓ کو فتح مبین عطا فرمائی اور منافقین کی بڑی تعداد کام آگئی اور بچے کھچے تتر بتر ہو کر مقام بزاخہ میں طلیحہ سے جا ملے' طلیحہ کا بیٹا حبال قتل ہو گیا' اس دوران لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ بھی شاندار فتح و نصرت کے ساتھ واپس لوٹ آیا۔ یہ وہ پہلا قدم تھا جو خلیفۃ النبی ﷺ نے منافقین کے خلاف اٹھایا اور بنفس نفیس جس کی کمان فرمائی' رسول اللہ ﷺ کی جدائی کا صدمہ جانکاہ اور وہ جزیرۃ العرب جسے ابھی خاتم النبیین ﷺ نے فتح کر کے دیا تھا اس کا یک لخت یوں مرتد ہو جانا

پروفیسر ڈاکٹر ولی محمد

ایسا سنگین اور اندوہناک حادثہ تھا جس کا انگیز کر جانا ناقابل فہم تھا جب کہ خدا نخواستہ اپنی حالت وہ ہو جو ام المومنین رضی اللہ عنہا کی زبانی پہلے مذکور ہو چکی ہے یعنی بارش کی ماری بکری جو سرما کی ٹھنڈی رات میں برستی بارش میں بھیڑیوں کی سرزمین میں ایک جھاڑی کے نیچے کھڑی ہو لیکن خلیفہ اولؓ نے اس ناگفتہ بہ نفسیاتی صورت حال کا بڑی جرات اور حوصلہ مندی سے مقابلہ کیا اور پہلے ہی قدم پر غم کے سارے داغ دھو ڈالے اور اپنی خدا داد عبقری صلاحیتوں سے اصحاب محمد ﷺ کی کھوئی ہوئی مسرتیں انہیں واپس لوٹا دیں' تاریخ میں اس عظیم الشان کارنامے کی کوئی دوسری مثال آپ کو نہیں مل سکے گی' عظیم تر فتوحات اور داد شجاعت کی بہت مثالیں آپ تاریخ میں پائیں گے لیکن بارش کی بھیگی سردی کی ماری بھیڑیوں کے خوف سے تھر تھر کانپتی بکری کو شیر کی شیری دے کر اس طرح میدان میں اتاریں کہ شیر چوکڑی بھول جائیں یہ کارنامہ خاتم النبیین ﷺ کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا کہیں اور آپ نہیں پائیں گے۔

منافقین کے خلاف فیصلہ کن اقدام:

اس کے بعد خلیفۃ النبی ﷺ نے منافقین کے خلاف اگلا قدم اٹھایا جو آخری اور فیصلہ کن ثابت ہوا' حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"خرج ابی مشاهرا سیفه راکبا علی راحلته الی وادی القصة فجاء علی بن ابی طالب فاخذ زمام راحلته الی این یا خلیفة رسول اللّٰه اقول لک ماقال رسول اللّٰه ﷺ لم سیفک ولاتفجعنا بنفسک راجع الی المدینة واللّٰه لئن اصبنا بک لایکون للاسلام بعدک نظام ابدا" فرجع وامضی الجیش"۔ (البدایہ جلد ۶ ص ۳۱۵)

ترجمہ : میرے ابا جان شمشیر بے نیام لہراتے اپنی سواری پہ سوار وادی ذی القصہ کی طرف نکلے حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور آپ کی اونٹنی کی مہار تھام لی اور کہا اے خلیفہ رسول اللہ! کہاں؟! میں وہی کہوں گا جو رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد کے روز کہا تھا کہ تلوار نیام میں کر لو! اور خدارا اپنی ذات کے معاملے میں آپ ہمیں کسی غم و اندوہ میں مبتلا نہ کریں اور واپس مدینہ تشریف لے چلیں' اللہ کی قسم اگر ہم پر آپ کی ذات کے حادثے کی مصیبت پڑ گئی تو یقین جانئے کہ آپ کے بعد پھر اسلام کا کبھی کوئی نظام نہ ہو گا' چنانچہ آپ صحابہؓ کے اصرار پر واپس تشریف لے آئے اور لشکر کو روانہ فرما دیا۔

باقی آئندہ

نعت سرکار دو عالم ﷺ

عبدالحق تمنا...... کراچی

مدتوں سے کیوں صبا کوئی خبر لائی نہیں؟
کیا مری خاک مدینہ سے شناسائی نہیں؟

گو توجہ آپؐ نے مدت سے فرمائی نہیں
جو کلی امید کی ہے دل میں مرجھائی نہیں

کیا بیاں ہو آپؐ کے اوصاف کا الفاظ میں
ایسی نکہت، ایسی وسعت، ایسی گہرائی نہیں

زندگی اس کی رہے گی ایک بے منزل سفر
جس کے دل تک آپؐ کی خوشبو کبھی آئی نہیں

اک نظر ایسی کرم کی آپؐ مجھ پہ ڈال دیں
بس مدینہ ہو مری آنکھوں میں بینائی نہیں

اب بلالیجئے تمنا کو کہ اس عالم میں ہے
دن ڈھلا ہی چاہتا ہے، رات بھی آئی نہیں

REGD NO. SS 160

دنیا بھر میں

آپ کے

تجارتی و کاروباری

تعارف کا موثر ذریعہ

ہفت روزہ ختم نبوۃ

اشتہار چھوٹا ہو یا بڑا، رنگین ہو یا بلیک اینڈ وہائٹ اہم بات یہ ہے کہ وہ اشتہار کتنے لوگوں کی نظر سے گزرتا اور کتنے لوگوں پر اپنا تاثر چھوڑتا ہے

ختم نبوت میں شائع ہونے والے اشتہارات

ہزاروں افراد کی نظر سے گزرتے اور انمٹ تاثر چھوڑ جاتے ہیں

- آپ کی مصنوعات اور خدمات کے بھرپور تعارف کے لئے ختم نبوت ایک موثر ذریعہ ہے کیونکہ یہ صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ چالیس دیگر ممالک تک آپ کے پیغام اور تعارف کو پہنچا سکتا ہے۔
- ختم نبوت میں دیا ہوا آپ کا اشتہار صرف دنیوی اعتبار سے ہی مفید نہیں بلکہ اشاعت دین اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی میں یہ آپ کا حصہ ہو گا جو بروز حشر شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ بنے گا۔

دینی تربیت و معلومات اور فتنہ قادیانیت کے کرتوتوں سے واقفیت کے لئے

ہفت روزہ ختم نبوۃ

پڑھیے اور دوسروں تک بھی پہنچائیے

سودی لین دین والوں سے معذرت

مزید معلومات کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایم۔اے جناح روڈ پرانی نمائش کراچی

فون: 7780337 فیکس: 7780340